عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۲۴/ ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/ دسمبر ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۴۷

قیمت ۷ روپے

دینی معاملات کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے!

آیاتِ قرآنی کی سائنسی تعبیر و تشریح

خطرات اور اُن کا تدارک

اِٹلی کی فنکارہ کا قبولِ اسلام

عازمینِ حج کی بعض کوتاہیاں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

کلمہ شہادت اور قادیانی:

س:...... آپ سے ایک مرتبہ ایک سائل نے سوال کیا تھا کہ کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ:

"غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے' مسلمان ہوجائے گا۔"

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظر ثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا؟

ج:...... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھنے کے ساتھ ساتھ خلاف اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا' ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے "مسلمان" ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا' وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (تذکرہ طبع جدید ص۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا' وہ نہ صرف کافر' بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

☆☆.........☆☆

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۴۷ ۲۴/ذوالقعدہ تا یکم ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/دسمبر ۲۰۰۶ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

دینی معاملات کو ٹانکا مسئلہ نہ بنایا جائے!	اداریہ	۴
آیات قرآنی کی سائنسی تعبیر و تشریح	مولانا محمد رضی الاسلام ندوی	۷
عازمین حج کی بعض کوتاہیاں	مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	۱۳
بیت المقدس اور فلسطین ..... تاریخی پس منظر	مولانا ابرار کلیم	۱۷
بخار کو نہ برا کہو	امۃ اللہ تسنیم	۲۰
قادیانیت کا مکروہ چہرہ!	مولانا سعید احمد جلالپوری	۲۲
اٹلی کی فنکارہ کا قبول اسلام	نثار احمد ندوی	۲۷

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری

دینی معاملات کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے!

گزشتہ کچھ دنوں سے ”تحفظ حقوق نسواں“ بل کا غلغلہ اور شور ہے‘ ارباب اقتدار اور ان کے حاشیہ برداروں کا فتویٰ ہے کہ نعوذ باللہ! ۱۹۷۹ء کا حدود آرڈی نینس غلط‘ ظالمانہ‘ آمرانہ اور جاہلانہ تھا‘ اور اس کا خاتمہ ضروری تھا‘ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے تمام تر وسائل کو کام میں لاکر اُسے اسمبلی اور سینیٹ سے منظور کروایا‘ پھر جناب صدر نے بھی بہ عجلت تمام اس پر دستخط کرکے اس کا قضیہ نمٹا دیا۔

لیکن حقائق بہرحال حقائق ہیں اور حکومت و اقتدار کے زور پر کسی ناجائز کو جائز نہیں باور کرایا جاسکتا‘ اس لئے علمائے امت نے اس موقع پر اپنا فرض نبھاتے ہوئے ارباب اقتدار پر حقائق واضح کرنے میں اپنی سی سعی و کوشش میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

چنانچہ اس نام نہاد تحفظ حقوق نسواں بل کی ایوان بالا سے منظوری اور صدر صاحب کے دستخطوں کے باوجود بھی وہ چین سے نہیں بیٹھے‘ بلکہ وہ آج پہلے سے کہیں زیادہ مضطرب اور پریشان ہیں‘ اس لئے وہ کبھی مسلم لیگ (ق) کے صدر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو کبھی عوام کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرتے ہیں‘ کبھی وہ جناب صدر کو صحیح صورت حال بتلانے کے لئے ان سے وقت مانگتے ہیں تو کبھی اخبارات و میڈیا پر آکر اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانے میں مصروف ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مجلس تحفظ حدود اللہ کے نام سے باقاعدہ ایک پلیٹ فارم تشکیل دے کر انہوں نے منظم جدوجہد کا فیصلہ کرلیا ہے‘ اور اس پلیٹ فارم سے جہاں متعدد شہروں میں کئی ایک علماء کنونشن‘ احتجاجی جلسے‘ جلوس اور ریلیاں منعقد ہوچکی ہیں تو دوسری طرف انہوں نے مذاکرات کے دروازے بھی بند نہیں کئے‘ چنانچہ ۳/ دسمبر ۲۰۰۶ء کو علماء کے ایک نمائندہ وفد نے چوہدری شجاعت اور دوسرے سرکاری ارکان سے ملاقات کرکے جس خوبصورتی سے اپنا کیس پیش کیا ہے‘ وہ قابل قدر اور لائق اطمینان ہے۔

چوہدری شجاعت حسین سے ملاقات کے موقع پر پاکستان بھر کے سرکردہ علماء نے جس دل سوزی سے انہیں یہ مسئلہ سمجھانے کی کوشش کی ہے اور اس پر چوہدری شجاعت حسین نے اپنے جن احساسات کا اظہار کیا ہے‘ اس کی روئیداد روزنامہ جنگ کے حوالہ سے کچھ یوں ہے:

”اسلام آباد (ایجنسیاں/ مانیٹرنگ سیل) پاکستان مسلم لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین اور مجلس تحفظ حدود اللہ وعلماء کمیٹی نے تحفظ حقوق خواتین ایکٹ پر بحث جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس ضمن میں اگلی ملاقات ۹/ دسمبر کو ہوگی‘ چوہدری شجاعت حسین نے کہا کہ بل میں بہتری کے لئے کوئی بھی قابل قبول تجویز آئے گی تو اس کو نئے نسواں بل میں شامل کیا جائے گا‘ ایکٹ کو نہیں چھیڑا جائے گا۔ علماء کرام نے چوہدری شجاعت سے ملاقات کو اطمینان بخش قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس ضمن میں بات چیت کو آگے بڑھایا جائے گا‘ علماء کرام کے وفد نے اتوار کو چوہدری شجاعت کی رہائش گاہ پر ان سے دو گھنٹے ملاقات کی‘ جس میں تحفظ حقوق نسواں بل پر تفصیلی بحث ہوئی۔ وفد نے چوہدری شجاعت حسین کو بل میں ترامیم کے لئے مسودہ پیش کیا اور ۹/ دسمبر کو دوبارہ ملاقات پر اتفاق کیا۔ اجلاس میں سینیٹ میں قائد ایوان وسیم سجاد‘ پاکستان مسلم لیگ کے سیکریٹری جنرل مشاہد حسین‘ وفاقی وزراء محمد علی درانی‘ شیخ رشید احمد‘ ایم ایم اے کے سینیٹر طلحہ محمود‘ اراکین پارلیمنٹ اور تابش الوری کے علاوہ جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی کی قیادت میں وفد کے ارکان مفتی منیب الرحمن‘ قاری محمد حنیف جالندھری‘ مولانا حسن جان‘ مولانا حافظ فضل الرحیم‘ قاضی نیاز حسین نقوی‘ ڈاکٹر سرفراز نعیمی‘ حافظ عبدالرشید اظہر‘ مولانا

انوار الحق‘ قاضی عبدالرشید‘ مولانا ظہور احمد علوی‘ مفتی عبدالرحمن‘ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر‘ مولانا عزیز الرحمن ہزاروی‘ مولانا ملازم حسین‘ مولانا نذیر فاروقی اور مولانا اخلاق احمد نے شرکت کی۔ ملاقات کے بعد مسلم لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے‘ اس پر سیاست سے بالاتر ہو کر غور کریں گے‘ معاملات کو افہام و تفہیم سے آگے بڑھایا جائے گا‘ خواتین کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی نے کہا کہ چوہدری شجاعت نے یقین دہانی کرائی ہے کہ قانون سازی کوئی حرف آخر نہیں‘ ہماری کوشش ہے کہ نئے بل کو ۳۱/ دسمبر تک نمٹا دیں گے۔ تفصیلات کے مطابق پاکستان مسلم لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین نے کہا یہ امر افسوسناک ہے کہ بعض عناصر مذہبی معاملات کو سیاسی رنگ دے رہے ہیں۔ چوہدری شجاعت حسین نے علماء کرام سے کہا کہ وہ اپنی پیش کردہ تجاویز وضاحت کے ساتھ شق وار بریف کریں‘ تاکہ ہم انہیں اپنے مسودہ میں شامل کرنے پر غور کر سکیں‘ تاکہ ہماری رہنمائی ہو سکے۔ اس پر علماء کرام نے نقطہ بہ نقطہ تفصیلات پیش کیں‘ چوہدری شجاعت حسین نے علماء کرام کو اپنا وہ نجی بل جو انہوں نے گزشتہ ماہ قومی اسمبلی میں خواتین کے حقوق کی حفاظت کے لئے پیش کیا تھا‘ اس کی نقول پیش کیں‘ اس مسودے میں خواتین کی وراثت کے معاملات‘ قرآن حکیم سے شادی‘ عورتوں کی خرید و فروخت‘ انہیں زبردستی بوڑھوں سے بیاہ دینے اور دیگر نامناسب سماجی رسوم کے قلع قمع کے لئے قانون سازی کی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ انہوں نے علماء کرام سے استدعا کی کہ وہ مسودے کا مطالعہ کریں اور اگر ان کے پاس اسے مزید بہتر بنانے کے لئے آراء اور تجاویز ہوں تو وہ انہیں جلد از جلد پیش کریں‘ کیونکہ پاکستان مسلم لیگ اور موجودہ حکومت خواتین کے مفادات اور حقوق کو یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن اقدام کرنے کا عزم رکھتی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ اس سلسلے میں معاملات کو افہام و تفہیم کے ساتھ آگے بڑھایا جائے۔ چوہدری شجاعت حسین نے خیال ظاہر کیا کہ یہ مذہبی معاملہ تھا‘ جسے سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس سلسلے میں معاملات کو افہام و تفہیم کے ساتھ آگے بڑھایا جائے۔ ایک سوال پر چوہدری شجاعت نے وضاحت کی کہ علماء کرام سے مشاورت کو بعض عناصر اسلامی نظریاتی کونسل کے متبادل اور پارلیمنٹ سے بالاتر کسی کمیٹی کا رنگ دینے کی کوشش کر رہے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے۔ پاکستان مسلم لیگ نے جید علماء کرام کے ساتھ جس میں تمام مکتبہ فکر کی نمائندگی شامل ہے اور اسلامی جذبے کے تحت مشاورت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔

این این آئی کے مطابق مولانا محمد تقی عثمانی نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ چوہدری شجاعت حسین نے ہماری تجویز سے اتفاق کیا ہے۔ مجلس تحفظ حدود اللہ کے ترجمان مولانا محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ چوہدری شجاعت حسین نے پوری طرح غور کا یقین دلایا ہے اور ۹/ دسمبر تک دوبارہ اجلاس ہوگا۔ اجلاس کے دوران دو تجاویز زیر غور آئیں کہ شرعی عدالت کا راستہ اختیار کیا جائے یا پارلیمنٹ میں ترمیم کے ذریعے بل درست کیا جائے۔ پہلے ہم نے یہ طے کرنا ہے کہ یہ بل غیر اسلامی ہے یا نہیں‘ حکومت نے ۱۹۷۹ء کے حدود بل کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا‘ بلکہ حکومت نے ترمیم کا راستہ اختیار کیا ہے‘ ہمارا کوئی سیاسی ایجنڈا نہیں۔

این این آئی کے مطابق صحافیوں نے جسٹس (ر) مفتی تقی عثمانی سے سوال کیا کہ کیا علماء کرام کا وفد صدر مملکت سے ملے گا؟ تو انہوں نے کہا کہ علماء کرام نے چوہدری شجاعت حسین سے کہا کہ صدر مملکت کے سامنے علماء اپنا موقف واضح طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں‘ تاکہ وہ یک طرفہ فیصلے نہ کریں اور تحفظ حقوق نسواں بل پر علماء کا موقف سن لیں‘ لیکن چوہدری شجاعت حسین نے کہا کہ وہ صدر سے ملاقات نہیں کرا سکتے‘ تاہم ہمیں چوہدری شجاعت حسین سے توقع ہے کہ وہ دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں‘ ملک و قوم اور سیاسی مستقبل

کے لئے ۳۱/ دسمبر تک وعدہ پورا کرنے کی کوشش کریں گے' ہماری دعا میں ان کے ساتھ ہیں۔ علماء کرام کے وفد نے چوہدری شجاعت حسین کو جو تحریر پیش کی' اس میں کہا گیا ہے کہ تحفظ حقوق نسواں بل جواب ایکٹ بن چکا ہے' اس میں مندرجہ ذیل باتیں قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہیں: (۱) اس ایکٹ میں زنا بالجبر کی اس حد کو بالکل ختم کر دیا گیا جو قرآن وسنت نے مقرر کی ہے' (۲) ''زنا بالرضا'' کی صورت میں اگر چہ حد کو نا قابل دست اندازی پولیس بنا کر باقی رکھا گیا ہے' لیکن حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۲ شق نمبر ۵ کو حذف کر کے صوبائی حکومت کو حد کی سزا میں تخفیف اور رعایت کا جو امتیاز دیا گیا ہے وہ صراحتاً قرآن وسنت کے خلاف ہے' (۳) قذف آرڈی نینس میں ترمیم کر کے مرد کو جو چھوٹ دی گئی ہے کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود ''لعان'' کی کارروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے' یہ حکم بھی قرآن وسنت کے واضح احکام کے خلاف ہے' (۴) قذف آرڈی نینس میں مذکورہ ترمیم کا وہ حصہ بھی قرآن کریم کے خلاف ہے' جس میں عورت کو رضا کارانہ اقرار جرم کے باوجود سزا سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ یہ چار باتیں واضح طور پر قرآن وسنت کے خلاف ہیں' ان کے علاوہ مندرجہ ذیل باتیں اگر چہ ضابطہ کار سے تعلق رکھتی ہیں' لیکن ان کے نتیجے میں فحاشی کے مجرموں کو جو تحفظ دیا گیا ہے وہ اسلامی احکام کی روح کے خلاف ہے' (۵) زنا کو چاہے وہ قابل حد ہو یا قابل تعزیر' نا قابل دست اندازی پولیس قرار دینا اور مستغیث کو پابند کرنا کہ وہ اپنے ساتھ لازماً چار یا دو گواہ لے کر جائے' ورنہ اس کی شکایت قابل سماعت نہ ہوگی' (۶) عدالتوں پر یہ پابندی عائد کرنا کہ شہادت کے مطابق مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا نہیں دے سکتیں' یہ مجرموں کی حوصلہ افزائی ہے۔'' (روزنامہ جنگ کراچی ۴/ دسمبر ۲۰۰۶ء)

ہمارے خیال میں اگر ارباب اقتدار اس بل کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں...... اور یقیناً انہیں دینی معاملات میں اپنی انا کو آڑے نہیں آنے دینا چاہئے...... تو کوئی بات نہیں کہ یہ مسئلہ حل نہ ہو۔

بہر حال ہم علماء کرام اور پاکستانی عوام سے عرض کریں گے کہ وہ ذاتی اغراض اور مفادات سے بالاتر ہو کر اس مسئلہ کو سنجیدگی سے اٹھائیں اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا عہد کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ارباب اقتدار عوام کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کے سامنے گھٹنے نہ ٹیک دیں۔

اسی طرح ہم ارباب اقتدار کے مسلمان وزیروں' مشیروں اور ارکان اسمبلی سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ اس غیر اسلامی بل کو تحفظ دے کر غضب الٰہی کو دعوت نہ دیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

آیاتِ قرآنی کی سائنسی تعبیر وتشریح

خطرات اور ان کا تدارک

مولانا محمد رضی الاسلام ندوی

قرآن کریم قیامت تک تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے' خواہ ان کی ثقافتوں میں کتنا ہی فرق اور ان کے علوم میں کتنی ہی تنوع اور ارتقاء ہو جائے' اہل علم اسے جتنا بھی پڑھیں گے کبھی سیراب نہیں ہوں گے' اس کے بحر میں جتنی غواصی کریں گے اسی قدر فیضیاب ہوں گے اور اس کے عجائبات کی جتنی تلاش وجستجو کریں گے اسی قدر معلومات سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔ ہر زمانے میں لوگوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق قرآن سے فائدہ اٹھایا اور اس سے استدلال کیا ہے' فقہاء نے فقہی مسائل اور جزئیات کے استنباط کے لئے اسے بنیاد بنایا' فلاسفہ اور ماہرین علم کلام نے اپنی موشگافیوں میں اس سے مدد لی' متصوفین نے اس سے صوفیانہ لطائف و اشارات اخذ کرکے تفسیر قرآن کی ایک نئی قسم ''تفسیر اشاری'' کو وجود بخشا' ماہرین لغت نے اس سے نحو و صرف اور لغت کے مسائل مستنبط کئے' غرض مختلف طبقات نے اپنے اپنے ذوق کے لحاظ سے قرآن کی تفسیر وتشریح کا کام انجام دیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ماضی قریب میں جدید سائنس کے عروج وارتقاء کے نتیجے میں تفسیر قرآن کی ایک نئی قسم وجود میں آئی ہے' جسے ''سائنسی تفسیر'' کا نام دیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم نے بنیادی عقائد کی توضیح و اثبات کے ضمن میں مختلف طبیعیاتی مظاہر سے استدلال کیا ہے' اس میں ان مظاہر کا بیان بہت اجمالی اور اشاراتی ہے۔ جدید سائنس سے متاثر اور اس کی جانب میلان رکھنے والے حضرات ان بیانات کا موازنہ ان معلومات سے کرتے ہیں جو مختلف سائنسی علوم میں برسوں کی تحقیق وتفتیش کے بعد حاصل ہوئی ہیں تو انہیں دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ دونوں بیانات میں مکمل مماثلت پائی جاتی ہے۔

مطالعہ قرآن کے اس سائنسی رجحان کا آغاز یوں تو انیسویں صدی عیسوی ہی میں ہو گیا تھا' لیکن بیسویں صدی میں یہ آگے بڑھا اور خاص طور پر اس کے نصف آخر میں اس میں اور تیزی آئی اور مشرق ومغرب دونوں جگہ اسی انداز سے قرآن میں غور وخوض ہونے لگا' اس ضمن میں دو خصوصی مطالعات کا یہاں تذکرہ کرنا مناسب ہوگا۔

فرانسیسی سرجن ڈاکٹر موریس بوکائی نے ''دی بائبل' قرآن اینڈ سائنس'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے' اس میں انہوں نے جدید سائنسی علوم کی روشنی میں بائبل اور قرآن کا ایک مفصل جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے اپنا مطالعہ چار موضوعات پر مرکوز کیا ہے اور وہ ہیں: فلکیات' ارضیات' حیاتیات اور انسانی تخلیق۔ سائنس کے ان میدانوں میں وہ بائبل اور قرآن دونوں کے بیانات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ صادر کرتے ہیں کہ یقینی طور پر قرآن کا ایک بیان بھی ایسا نہیں ہے جو جدید سائنس سے ٹکراتا ہو' جب کہ بائبل کے بارے میں قطعیت کے ساتھ یہ بات کہنی ممکن نہیں۔ اس کتاب کو مطالعہ قرآن کا مذکورہ سائنسی رجحان رکھنے والوں کے درمیان خوب مقبولیت حاصل ہوئی اور اس کے انگریزی' اردو اور دیگر زبانوں میں ترجمے ہوئے۔

دوسرے محقق جن کی تحریر کو اس میدان میں خوب شہرت ملی' ڈاکٹر کیتھ ایل مور پروفیسر اناٹومی' اسکول آف میڈیسن ٹورنٹو یونیورسٹی ہیں۔ انہوں نے ساتویں سعودی میڈیکل کانفرنس؟ میں ایک مقالہ بعنوان ''قرآن اور حدیث میں انسانی جنینیات سے متعلق نمایاں بیانات'' پیش کیا۔ اس میں انہوں نے چند قرآنی آیات کی روشنی میں جدید حیاتیات کا جائزہ لیا تھا اور ارتقائے جنین کے مراحل کو کلینکی تصاویر اور قرآن کریم کی متعلقہ آیات کے ذریعے واضح کرتے ہوئے پیش کیا تھا' بعد میں علم الجنین پر ان کی مشہور کتاب ''دی ڈیولپمنگ ہیومن'' کا ان کی اجازت اور تعاون سے ''اسلامی ایڈیشن'' تیار کیا گیا' جس میں مضامین و مباحث کی مناسبت سے جابجا قرآنی آیات' صحیح احادیث اور مفسرین کے اقوال کا اضافہ کیا گیا۔ ۱۹۸۳ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن دارالقبلہ جدہ سے شائع ہوا تھا۔

قرآنی بیانات کی' جدید سائنسی معلومات سے مطابقت کو ''قرآن کے سائنسی اعجاز'' کا نام دیا گیا اور

اسے قرآن کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل قرار دیا گیا۔ عالم اسلام میں اس موضوع پر انفرادی کوششوں کے علاوہ بعض ادارے بھی سرگرم عمل ہیں۔ مثلاً رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی ایک ذیلی کمیٹی ''لجنۃ الاعجاز العلمی فی القرآن والسنۃ'' اسی نہج پر کام کر رہی ہے اور متعدد کتب کی اشاعت کے علاوہ ایک مجلہ بھی اس موضوع پر شائع کر رہی ہے۔

قرآن اور سائنس کے موضوع پر گزشتہ سالوں میں عربی زبان میں بھی متعدد کتابیں شائع ہوئی ہیں اور اب اس معاملے میں اردو اہل قلم بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ حال یہ ہے کہ اس انداز سے لکھنے والوں کی ایک باڑھ آئی ہوئی ہے۔ اس موضوع پر بہت سی کتابیں موجود ہیں اور رسائل میں پابندی سے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ عام طور پر یہ اسلوب اختیار کیا جاتا ہے کہ فلاں بات جس تک سائنس طویل تحقیقات و تجربات کے بعد آج پہنچ سکی ہے' قرآن نے چودہ سو سال قبل بتادی تھی۔ سائنسی معلومات کے ذریعے قرآنی بیانات کا اعجاز آشکارا ہوا اور آیات قرآنی کے نئے نئے معانی منکشف ہوں' یہ چیز ہمارے لئے بہت خوش آئند اور مسرت بخش ہے!! لیکن یہ انداز بحث و تحقیق اپنے پہلو میں کچھ خطرات اور اندیشے بھی رکھتا ہے۔ یہ خطرات موہوم اور خیالی نہیں ہیں' بلکہ ان کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ اگر ان کی پیشبندی اور تدارک نہ کیا گیا تو انحرافات در آئیں گے اور بات تحریف قرآن تک جا پہنچے گی۔

سائنس! تصدیق اور تکذیب کی کسوٹی:

سائنسی معلومات اور قرآنی آیات میں مطابقت دکھانے والے غیر محسوس طور پر سائنس کو قرآن کے مساوی درجہ دے دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اسے قرآن کی صداقت کی دلیل قرار دے کر وہ غیر شعوری طور پر سائنس کو قرآن سے بھی بلند مقام پر فائز کر دیتے ہیں' جہاں وہ قرآنی بیانات کی تصدیق کا معیار اور کسوٹی بن جاتی ہے۔ کیا قرآنی بیانات اس لئے قابل قبول اور لائق اعتبار ہیں کہ سائنس ان پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے؟ اگر آئندہ ہونے والی سائنسی تحقیقات قرآن کے کسی بیان سے متعارض ہوں گی تو کیا قرآن کا وہ بیان غیر معتبر قرار پائے گا؟ مورس بوکائی کے انداز تحقیق سے کم از کم یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

اس خطرہ کو ڈاکٹر ضیاء الدین سردار نے محسوس کرتے ہوئے اس کی خطرناکی کی یوں وضاحت کی:

''قرآن میں سائنس کا مطالعہ کرنے کی کوئی کوشش کتاب الٰہی کو سائنس کے تابع بناتی اور سائنس کو اس مقام تک بلند کرتی ہے جہاں وہ صحیح اور غلط کا معیار بن جاتی ہے۔''

مزید لکھتے ہیں:

''سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ''بوکائی ازم'' سائنس کو قرآن کے مساوی درجہ دے کر سائنس کو تقدس کے مقام تک بلند کرتا اور وحی الٰہی کو مغربی سائنس کی تصدیق کا محتاج بناتا ہے' اس حقیقت سے قطع نظر کہ قرآن جدید سائنس کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے۔ بوکائی ازم قرآن کو تکذیب کے پاپائی معیار کی اس جوابی دلیل کے سامنے پیش کرتا ہے کہ اگر کوئی سائنسی حقیقت قرآن سے ہم آہنگ نہیں ہوتی یا قرآن میں مذکور کوئی حقیقت جدید سائنس کی رو سے غلط قرار پاتی ہے تو کیا قرآن (نعوذ باللہ) باطل ثابت ہوگا اور اسی طرح قلم زد کر دیا جائے گا' جس طرح بوکائی نے بائبل کو قلم زد کیا ہے؟ فرض کیجئے ایک نظریہ قرآن سے مصدق بھی ہے اور فی زمانہ مروج بھی ہے۔ اگر کل کو ایک دوسرا برعکس نظریہ اس کی جگہ لیتا ہے تو ایسی صورت میں کیا ہوگا؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن آج کے لئے صحیح ہے' لیکن کل کے لئے صحیح نہ ہوگا۔''

قرآن! سائنس کی درسی کتاب:

قرآن کریم میں طبیعیاتی مظاہر سے متعلق مجمل بیانات ہیں' ان کی روشنی میں کچھ اصولی باتیں تو مستنبط کی جاسکتی اور جدید سائنس میں ان کے انطباقات تلاش کئے جاسکتے ہیں' لیکن قرآنی آیات سے جدید سائنس کی جزئیات مستنبط کرنے کی کوشش قرآن کو سائنس کی درسی کتاب بنادینے کے مترادف ہے۔ قرآن کتاب ہدایت ہے نہ کہ سائنس کی جدید ترین معلومات رکھنے والی کوئی کتاب' لیکن قرآن اور سائنس کے موضوع پر جو کتابیں اور مضامین حالیہ دنوں میں شائع ہو رہے ہیں' انہیں دیکھ کر گمان ہونے لگتا ہے کہ قرآن کی مدد سے سائنسی علوم میں سے کسی بھی علم کی جدید ترین معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر محمد جمال الدین الفندی نے اپنی کتاب ''الآیات الکونیۃ فی القرآن'' میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حالیہ برسوں کی ہر فلکیاتی دریافت اور ہر سائنسی نظریہ کا تذکرہ پہلے ہی سے قرآن میں موجود ہے۔ انہیں ایتھر کے وجود' سیاروں کے ارتقاء' زمین کے علاوہ دوسرے سیاروں پر زندگی کے آثار اور دھماکہ خیز نظریہ کا ثبوت قرآن میں مل جاتا ہے۔

افضال الرحمٰن اپنی کتاب ''قرآن اور سائنس''

میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حرارت' روشنی' آواز' بجلی' غرض ثانوی سطح کے تقریباً سب ہی سائنسی موضوعات قرآن میں موجود ہیں۔ وہ تمام عنوانات کی ایک لمبی فہرست مناسب قرآنی اقتباسات کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ کتاب کا مقصد اسکولوں کی نصابی ضرورت پوری کرنا اور مسلم سائنس دانوں کی آئندہ نسل تیار کرنا ہے۔ ڈاکٹر ہلوک نور باقی اپنی کتاب ''قرآنی آیات اور سائنسی حقائق'' میں ایسی قرآنی آیات کی نشاندہی کرتے ہیں' جن میں پٹرولیم' آکسیجن' سفید شگاف' سیاہ شگاف' جوہری نواۃ' زمینی گردش' زبردست دھماکہ' توانائی' زمین کی بیضوی شکل اور دیگر بہت سے سائنسی نظریات ومعلومات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔

عزیز الحسن عباسی اپنے کتابچہ ''قرآن اور دماغی اصول صحت'' میں ثابت کرتے ہیں کہ ذیابیطس' دق' قرحہ معدہ' گٹھیا' وجع المفاصل' بلڈ پریشر' دمہ' ہچکیاں اور لقوہ کا جدید علاج قرآن میں موجود ہے۔

قرآنی آیات سے سائنسی نظریات مستنبط کرنے میں ان محققین کو کیسی کیسی ریاضتوں سے گزرنا پڑتا ہے' اس کا اندازہ آگے مذکور مثالوں سے بخوبی ہو سکے گا۔ اس جدوجہد میں قرآن کریم کے کتاب ہدایت ہونے کا پہلو نظروں سے بالکل اوجھل ہو جاتا ہے اور اس کی حیثیت سائنس کی ایک درسی کتاب کی ہو کر رہ جاتی ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین سردار نے کتنی اچھی بات کہی ہے:

''قرآن میں طبیعی حقائق واضح طور پر کچھ سرسری اشارے ہیں لیکن یہ کسی بھی طرح سائنس کی درسی کتاب نہیں ہے...... علم' قرآن کے ساتھ ختم نہیں' بلکہ اس سے شروع ہوتا ہے۔''

قرآن! سائنس کا خادم:

قرآن اور سائنس میں مطابقت تلاش کرنے اور آیات قرآنی کی سائنسی تعبیر وتشریح کرنے والے دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ان کا مقصد قرآن کریم کی حقانیت کو واضح کرنا اور سائنس کو اس پر دلیل بنانا اور اسے قرآن کی خدمت میں لگانا ہے' لیکن ان کی کاوشوں کا جائزہ لینے سے قرآن سائنس کی خدمت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ حضرات! سائنسی نظریات پر قرآن سے تائید فراہم کرنے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں اور اگر کبھی قرآنی الفاظ ساتھ دیتے نظر نہیں آتے تو بتکلف ان سے وہ مفہوم نکالنے کی کوشش کرتے ہیں' جن سے جدید سائنسی نظریات کی تائید ہو سکے' چند مثالیں درج ذیل ہیں:

پروفیسر سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی نے اپنی کتاب ''قرآن اور علم الافلاک'' میں ''آفتاب ایک ہیں یا کئی'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

''حکمائے جدید نے بہت سے آفتاب بیان کئے ہیں اور دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے کہ ثوابت اور سیارے بجائے خود ایک ایک آفتاب ہیں جو فضا میں گردش کرتے رہتے ہیں۔''

پھر تائید میں سورۂ فرقان کی آیت ۶۱: ''تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیها سراجا'' پیش کرتے ہوئے لکھا ہے: اس آیت میں قرأت مشہور ''سراجا'' ہے مگر مفسرین اُسے سُرجا بھی پڑھا ہے جو سراج کی جمع ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو قرآن مجید سے بھی تعدد آفتاب ثابت ہو جائے گا جس کا اعتقاد متاخرین حکماء کو ہے۔''

زمین کا سایہ ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں پروفیسر ہمدانی کہتے ہیں: ''زمین کے سایہ کا وجود کلام الٰہی'' سے بھی واضح ہوتا ہے:

''والله جعل لكم مما خلق ظلالا.'' (النحل:۸۱)

ترجمہ: ''اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے۔''

پھر ایک خلا باز میجر گگارین کا مشاہدہ نقل کر کے جدید علم الفلک کی رو سے زمین کا سایہ ثابت کیا ہے۔

اگر اس طرز استدلال اور اس استنباط کو صحیح مان لیا جائے تو پھر سورج کا بھی سایہ ہونا چاہئے کیونکہ ''مما خلق'' میں زمین کو شامل کر کے اس کے لئے سایہ ہونے پر استدلال کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے۔

مولانا محمد شہاب الدین ندوی قرآن کی ایک آیت میں ''خوردبین کی ایجاد کا حکم'' تلاش کر لیتے ہیں۔ سورۂ انعام کی آیت (۱۰۰): ''انظروا الی ثمره اذا اثمر وينعه'' کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''خوردبین کی ایجاد کے بعد ہی ربوبیت کے یہ تمام اسرار منظر عام پر آ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیر بحث عظیم الشان آیت (الانعام:۱۰۰) میں بطور اشارہ خوردبین کی ایجاد کا حکم دیا گیا ہے۔''

جناب عبدالودود صاحب کو نظریۂ ارتقاء کی واضح تائید قرآنی آیات میں مل جاتی ہے اور اسے وہ قرآن کی صداقت پر دلیل قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ''قرآن کریم نظریہ ارتقاء حیاتی کی تائید کرتا ہے' بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ نظریہ ارتقائے حیاتی قرآنی نظریہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ نظریۂ ارتقائے حیاتی انیسوی صدی میں سامنے آیا اور قرآن نے ارتقاء کا نظریہ ساتوی صدی عیسوی میں پیش کیا۔''

اس ضمن میں انہوں نے ارتقائے حیاتی کے

تمام مراحل پر دلالت کرنے والی آیات تلاش کر لی ہیں۔ ان کی کتاب کا پہلا صفحہ شجرۂ ارتقاء سے پُر ہے۔ یہ شجرہ پست ترین جانوروں سے شروع ہوتا ہے' پھر شاخ در شاخ مختلف آبی و زمینی جانوروں کا سلسلہ اسی شجرہ سے پھوٹتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان وجود میں آجاتا ہے۔ شجرۂ ارتقاء کی جڑ میں ''واللہ خلق کل دابۃ من ماء'' لکھا ہوا ہے اور اوپر ''واللہ انبتکم من الارض نباتا'' تحریر ہے۔ اس کے علاوہ رینگنے والے جانوروں کی شاخ کے آگے من یمشی علی بطنہ پرندوں کی شاخ کے آگے: ''طائر یطیر بجناحیہ'' چوپایوں کی شاخ کے آگے: من یمشی علی اربع اور دوپایوں کی شاخ کے آگے ''من یمشی علی رجلین'' تحریر کردیا گیا ہے' پھر ان سب شاخوں کے اوپر اسم امثالکم لکھ کر نظریہ ارتقاء پر قرآن کی مہر تصدیق ثبت کر دی گئی ہے۔ دو پایوں میں انسان کی شاخ پر بطور خاص ''خلقاً آخر'' لکھ کر نظریہ ارتقاء اور قرآن کے درمیان مماثلت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

یہی نہیں بلکہ اگر بعض سائنسی نظریات میں تحقیقات و تجربات کے نتیجے میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے تو ان بدلے ہوئے نظریات کے حق میں بھی قرآنی آیات فراہم ہوجاتی ہیں۔

زمانہ قدیم میں سائنس نے سورج اور دوسرے سیاروں کو متحرک اور زمین کو ساکن قرار دیا تو قرآن سے اس کی تائید فراہم کر دی گئی' پھر کچھ عرصہ کے بعد سورج کو ساکن اور زمین سمیت دوسرے سیاروں کو متحرک قرار دیا جانے لگا' اس وقت اس کی تائید میں بھی قرآن کی آیات پیش کر دی گئیں اور اب جدید سائنس کے نزدیک سورج دوسرے تمام سیاروں کے ساتھ ایک مخصوص سمت میں رواں دواں ہے۔ اس کی تائید میں بھی قرآن کی آیتیں پیش کی جاتی ہیں' ایک مسلمان حیران ہے اور اسے یہ پوچھنے کا حق ہے کہ آخر یہ کیسا قرآن ہے جو دو متضاد نظریات میں سے ہر ایک کی تائید کر دیتا ہے۔

آیات قرآنی کے معانی کی محدودیت:

بسا اوقات محسوس ہوتا ہے کہ آیات قرآنی کی سائنسی تعبیر و تشریح سے ان کے معانی محدود ہوجاتے ہیں۔ قرآن کی بلاغت الفاظ کے مختلف مدلولات کی متحمل ہوتی ہے۔ سائنسی تشریح اس کی وسعت کو محدود کر دیتی ہے۔

مولانا محمد شہاب الدین ندوی نے ''قرآن کریم اور علم نباتات'' کے نام سے تقریباً ساڑھے چار سو صفحات کی ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کا مرکزی موضوع کلوروفل ہے (یعنی نباتات میں پایا جانے والا سبز مادہ جس کی بدولت نباتات ہرے بھرے نظر آتے ہیں)۔ مولانا کا اصرار ہے کہ سورۂ انعام کی آیت (۱۰۰): ''فاخرجنا به نبات کل شیئی فاخرجنا منه '' میں ''خضر'' سے مراد کلوروفل ہے' اور یہ قرآن کا اعجاز ہے جس کا انکشاف صدیوں بعد ہوسکا ہے اور یہ کہ خضر سے کلوروفل مراد لے کر ہی آیت کی بصیرت افروز تاویل ممکن ہے۔ انہوں نے بار بار کلوروفل کو ''اصل حقیقت'' قرار دیا ہے اور مفسرین و مترجمین پر اس اصل حقیقت کے منکشف نہ ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے ''خضراً'' کا ترجمہ کلوروفل بیان کرتے ہوئے کیا ہے کہ ''حب'' (غلہ) کلوروفل سے بنتا ہے' لیکن اگر جدید تحقیقات سے ثابت ہوجائے کہ اس عمل میں صرف کلوروفل ہی نہیں بلکہ دیگر عوامل بھی شامل ہوتے ہیں تو بحث کی پوری عظیم الشان عمارت ہی ڈھ جائے گی۔

ڈاکٹر محمد ریاض کرمانی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ پودوں میں غذا بننے کا عمل دو مرحلوں میں ہوتا ہے' پہلے مرحلے میں جس کو نوری ردعمل کہتے ہیں' کلوروفل کی اہمیت ہوتی ہے' اس مرحلے میں شعاعوں کا انجذاب پانی کے سالمے کی تخریب فاسفوگلیسرک ایسڈ کی تخلیق ہوتی ہے' بعد کا مرحلہ جس کو ظلماتی ردعمل کہتے ہیں' بغیر شعاعوں اور کلوروفل کی مدد کے ہی طے ہوتا رہتا ہے' البتہ کلوروفل کا کام یہ ہے کہ نوری ردعمل کے ذریعے خام مواد تیار کرتا رہے' تاکہ اس خام مواد کو غذا بنانے کے مراحل میں استعمال کیا جاتا رہے۔ چنانچہ آیت: ''فاخرجنا به نبات کل شیئی فاخرجنا منه خضرا نخرج به حباً متراکبا۔'' (الانعام:۹۹) میں لفظ خضرا بمعنی کلوروفل لینے کا مطلب یہ ہوا کہ حب یعنی غلہ بننے کا عمل کلوروفل سے ہوتا ہے جب کہ سائنس کہتی ہے کہ براہ راست کلوروفل سے تو نشاستہ بھی نہیں بنتا' جو ''حب'' کے اندر بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے' بلکہ صرف فاسفوگلیسرک ایسڈ بنتا ہے' کوئی بھی حیاتیاتی عمل اتنا سہل نہیں ہوتا کہ بس کسی ایک مادے سے غذا کی تخلیق کا تصور قائم کرلیا جائے۔ حب بننے کا عمل تو اور بھی پیچیدہ ہے' جس میں پورے پودے کی صلاحیت استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ آج بھی قرآنی لفظ خضرا بمعنی سبز پودے لینے ہی میں زیادہ عافیت ہے۔

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف اپنی کتاب ''پوری کائنات محو عبادت ہے'' میں آیت: ''وتری الارض هامدة فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت'' (الحج:۵) کی ترجمانی یوں کرتے ہیں: ''اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے' پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ (عمل بکٹیریا سے) یکا یک وہ

پھپک اٹھی۔''

غور کیجئے زمین کے چھلکے کو عمل بکھر یا سے منسوب کر کے آیت کے معنی کو کتنا محدود کر دیا گیا ہے۔

روحانی اور اخلاقی حکمتوں سے صرف نظر:

سائنس سے متاثر ہونے کے نتیجے میں اس موضوع پر لکھنے والے احکام قرآن کی سائنسی حکمتوں پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ دیگر روحانی اور اخلاقی حکمتوں کی جانب سے توجہ ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ حضرات اپنی تحریروں میں صرف سائنسی حکمتیں بیان کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں گویا ان احکام کے پس پردہ صرف وہی حکمتیں ہیں یا اصل حکمتیں وہی ہیں۔ دیگر حکمتیں ثانوی درجے کی ہیں۔ مثال کے طور پر کتاب ''قرآنی آیات اور سائنسی حقائق'' میں درج ذیل عناوین کے تحت مذکور بحثیں ملاحظہ کیجئے: وضو اچھی صحت کا بہترین نسخہ' عبادات اور ذہنی صحت' وہ دن بھی آئے گا جب ہر انسان روزہ رکھے گا' سور کے گوشت کے خطرات' شراب انسانیت کی بدترین دشمن' ماں کے دودھ کی اہمیت' وغیرہ

ہر سال رمضان المبارک کے موقع پر دینی جرائد و رسائل میں ''روزہ کے طبی فوائد'' جیسے عنوان پر جو مضامین شائع ہوتے ہیں ان میں یہی انداز اختیار کیا جاتا ہے۔

آیاتِ قرآنی کی بے جا تاویل اور تحریف:

آیات قرآنی کی سائنسی تعبیر و تشریح کے ضمن میں سب سے بڑا خطرہ جس کا مشاہدہ آئے دن ہوتا رہتا ہے' یہ ہے کہ آیات کو سائنسی معنی پہنانے والے الفاظ قرآن کی دور از کار تاویلیں کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ تاویلیں بسا اوقات تحریف قرآن تک پہنچ جاتی ہیں۔ ان محققین کو اس بات کی مطلق پروا نہیں ہوتی کہ الفاظ قرآن ان کی تحقیق کا ساتھ دے رہے ہیں یا نہیں؟ اور عربی لغت' قرآنی استقراء اور آیت کے سیاق و سباق سے ان کی تائید بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ انہیں تو بس ایک ہی دھن رہتی ہے کہ جدید سائنسی دریافت کو کسی بھی طرح قرآن سے ثابت کر دکھائیں تاکہ ان کے بقول قرآن کا اعجاز آشکارا ہو سکے اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل فراہم ہو جائے' اس دھن میں ان بے چاروں کو یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ قرآن کی خدمت نہیں بلکہ اس کی تحریف ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

جب علم جدید نے یہ تحقیق پیش کی کہ کائنات میں ذرہ (ایٹم) سے بھی چھوٹے اجسام پائے جاتے ہیں تو بعض لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ قرآن نے تو صدیوں پہلے اس کی خبر دی تھی' دلیل میں انہوں نے یہ آیت پیش کی: ''اس سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمان میں چھپی ہوئی ہے نہ زمین میں' نہ ذرے سے بڑی نہ اس سے چھوٹی' سب کچھ ایک نمایاں دفتر میں درج ہے۔''

قرآن اور جدید علوم کے درمیان مقابلہ آرائی کرتے وقت انہوں نے ایک بہت اہم چیز کو فراموش کر دیا۔ وہ یہ کہ آیت میں ذرہ کا جو لفظ مذکور ہے وہ غبار کے معنی میں ہے اور مقصود تقلیل و تصغیر ہے۔ اس کے لئے قرآن کے دوسرے مقامات پر خردلہ (رائی) نقیر (کھجور کی گٹھلی کا گڈھا) اور دوسرے الفاظ آئے ہیں۔ جن لوگوں نے ذرہ کا ترجمہ ATOM سے کیا ان لوگوں نے غلطی کی' اس لئے کہ لفظ TOM پر A داخل ہوا تو اس نے اس کی نفی کر دی۔ اس طرح ATOM کا اطلاق اس چیز پر ہونے لگا جس کے مزید اجزاء نہ ہو سکیں۔ عربی میں منتقل کرنے والوں نے اس کا ترجمہ لفظ ذرہ سے کر دیا' پھر اس غلط ترجمہ کو بنیاد بنا کر آیت کی سائنسی تفسیر کی جانے لگی' خواہ وہ روح قرآن کے منافی ہی کیوں نہ ہو۔

قرآنی سورتوں: الذاریات' المرسلات اور النازعات میں کچھ صفات مذکور ہیں: الذاریات' الحاملات' الجاریات' المقسمات' المرسلات' العاصفات' الناشرات' الفارقات' الملقیات' النازعات' السابحات اور لمدبرات۔ بعض مفسرین نے ان کا موصوف ہواؤں کو قرار دیا ہے اور بعض نے ملائکہ کو۔ ڈاکٹر عبدالودود' ان سے ریڈیائی لہریں مراد لیتے ہیں' لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ریڈیائی لہروں کو ہی قرآن میں ملائکہ کہا گیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ مفسرین جو ان بیان کردہ صفات کو ملائکہ سے منسوب کرتے ہیں' وہ حقیقت سے زیادہ قریب ہیں' لیکن چونکہ ان کے نزدیک ملائکہ کا تصور مبہم ہے' اس لئے ان کی تفاسیر ادھوری رہ جاتی ہیں۔ چنانچہ پہلے لفظ ملائکہ پر غور کیجئے' لغات میں لفظ ملائکہ کے دو مادے لئے گئے ہیں: ایک ''ال ک'' جس کے معنی پیغام رسانی کے ہیں۔ دوسرا ''م ل ک'' جس کے معنی توانائی کے ہیں۔ اب دیکھئے کہ کائنات کے ایک نکتے سے دوسرے نکتے تک پیغام رسانی کا ذریعہ ریڈی ایشن ہے۔ اس کے علاوہ کائنات کی ہر شے میں کام کرنے کی قوت اور صلاحیت ریڈی ایشن کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ ریڈی ایشن کی لہریں کائنات میں طاقت کا مصدر بھی ہیں اور پیغام رسانی کا ذریعہ بھی۔ اس لئے جہاں تک طبیعی دنیا کا تعلق ہے' لفظ ملائکہ کا معنی بجا طور پر ریڈی ایشن ہے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں یہ واضح کر دوں کہ جب میں کہتا ہوں کہ لفظ ملائکہ سے مراد ریڈی ایشن کی لہریں یا وہ کائناتی توانائی ہے جو کائنات میں تدبیر امور کرتی ہے' یہ اشارہ صرف طبیعی دنیا کی طرف ہے۔ چنانچہ ملائکہ وہ کائناتی قوتیں ہیں جو انسان کے

سامنے سجدہ ریز ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

''واذ قلنا للملائکۃ اسجدو الٰ آدم فسجدوا۔''

الذاریات' الحاملات' المقسمات وغیرہ الفاظ ریڈیائی لہریں مراد لینا تو درست ہوسکتا ہے' لیکن ان ریڈیائی لہروں کو ہی ملائکہ تصور کرنا قرآن کے ساتھ کھلا ہوا مذاق ہے۔

سائنسی تعبیر وتشریح کے رہنما اصول:

قرآن کریم میں ایک لفظ کے مختلف مدلولات ہوسکتے ہیں اور ایک آیت سے مختلف معانی کا استنباط ہوسکتا ہے' اگر پہلے ایک آیت کا ایک مخصوص مفہوم سمجھا گیا ہے اور عصر حاضر میں سائنسی تعبیر وتشریح سے اس کا دوسرا مفہوم سمجھ میں آرہا ہو جس سے اس آیت کے مفہوم کی مزید وضاحت ہورہی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔ اس سے متقدمین کی قدرومنزلت میں کوئی کمی نہیں آتی' ہر ایک کو اپنے زمانے کے ثقافتی سرمایہ اور علمی ذخیرہ کی روشنی میں فہم قرآن کا حق حاصل ہے' لیکن تاویل وتفسیر قرآن میں لغزشوں اور غلطیوں سے بچنے کے لئے کچھ امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے' انہیں سطور ذیل میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

۱:...... کتب تفسیر سے استفادہ:

قرآن کی کسی آیت کی سائنسی تعبیر وتشریح کے وقت احتیاط کا تقاضا ہے کہ مختلف قابل اعتماد کتب تفسیر سے رجوع کرلیا جائے' ممکن ہے کہ ہم نے آیت قرآنی سے جو بات اخذ کی ہے' اس میں کوئی جھول' سقم یا غلطی ہو اور کتب تفسیر کے مطالعہ سے ہم پر وہ غلطی واضح ہوجائے۔

۲:...... معاون علوم سے واقفیت:

سائنسی تعبیر وتشریح کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان کے قواعد سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو۔ قرآن کے جن الفاظ سے وہ سائنسی مفہوم مستنبط کررہا ہو' ان کے اشتقاق' استعمالات اور معانی کی اسے جانکاری ہو' علوم قرآن سے بھی کما حقہ واقف ہو اور متعلقہ سائنسی علوم میں بھی مہارت رکھتا ہو۔

۳:...... سیاق وسباق پر نظر:

آیت قرآنی میں جس طبیعی مظہر کا ذکر ہے' اس کی وضاحت کرتے ہوئے اور اس میں اعجاز قرآن نمایاں کرتے وقت ضروری ہے کہ آیت کے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھا جائے' جو معنی مستنبط کئے جارہے ہیں' کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آیت کا سیاق وسباق اسے قبول کرنے سے ابا کرتا ہو۔

۴:...... مماثل مقامات کا استقراء:

ضروری ہے کہ قرآن کے بیان کردہ جس طبیعی مظہر کا مطالعہ کیا جارہا ہو وہ قرآن میں دیگر جن مقامات پر مذکور ہو ان سب کا استقراء کرلیا جائے یا جس لفظ کی تعبیر مقصود ہے وہ قرآن میں جہاں جہاں آیا ہے ایسے تمام مقامات پیش نظر ہوں' کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مقام اس تعبیر سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

۵:...... الفاظ کے مجازی معنی اختیار کرنے میں احتیاط:

اس چیز کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جب تک الفاظ قرآنی کے حقیقی معانی اختیار کرنا ممکن ہو' اس وقت تک انہیں چھوڑ کر ان کے مجازی معانی اختیار نہ کئے جائیں۔ آیات قرآنی کی سائنسی تعبیر وتشریح کے ضمن میں یہ بہت اہم اصول ہے' اسے فراموش کردینے سے قرآن کی بے جا تاویل اور تحریف کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

۶:...... سائنسی تعبیر پر شدت سے پرہیز:

ایک احتیاط یہ بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ کسی آیت کی سائنسی تعبیر پر اس حد تک زور نہ دیا جائے کہ دیگر تعبیرات کی جانب سے توجہ ہٹ جائے یا ان کی تغلیط ہونے لگے' بلکہ یہ اسلوب اختیار کیا جائے کہ آیت کا ایک مفہوم آج کے زمانے سے مطابقت رکھتے ہوئے یہ بھی ہوسکتا ہے۔

۷:...... ثابت شدہ سائنسی حقائق سے استدلال:

آخری اہم بات یہ ہے کہ صرف انہی سائنسی حقائق کی روشنی میں گفتگو کی جائے جو ثابت شدہ ہوں اور سائنسی نظریات اور مفروضات پر مبنی امور سے احتراز کیا جائے۔ سائنسی حقائق سے مراد وہ امور ہیں جن پر ابتداء سے آج تک کے تمام سائنسداں متفق ہیں۔ مثلاً معاون کا حرارت سے پھیلنا اور ٹھنڈک سے سکڑنا' زمین کا گول ہونا اور اپنے محور پر اور سورج کے گرد گھومنا وغیرہ۔ رہے سائنسی نظریات تو وہ کچھ ایسے نتائج کا مجموعہ ہوتے ہیں جنہیں مختلف تجربات اور مشاہدات کے درمیان جمع کرلیا جاتا ہے' لیکن سائنس کی ترقی اور سائنسی آلات کی ایجاد کے ساتھ ساتھ ان میں نقائص اور غلطیاں آشکارا ہونے کا امکان رہتا ہے اور سائنسی مفروضات ان قیاسات کو کہتے ہیں جن کے ذریعے سائنس داں بعض ایسے مظاہر کی تشریح کی کوشش کرتے ہیں جن کی واضح تشریح کے لئے ان کے پاس کوئی قطعی دلیل نہیں ہوتی۔

آیات قرآنی کی سائنسی تعبیر وتشریح بہت اہم اور سنجیدہ معاملہ ہے' اس میں معمولی سی بھی لغزش قرآن کی فاسد تاویل اور تحریف کا باعث بن سکتی ہے' اس لئے اس سلسلے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

☆☆..............☆☆

عازمین حج کی بعض کوتاہیاں!

مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی

سفر سے کئی روز پہلے کی غلطیاں:

۱:...... جب حاجی صاحبؒ کے حج کی منظوری آتی ہے تو اسی وقت سے اس کا چرچا اور تبصرہ ہونا شروع ہوجاتا ہے اور حاجی صاحب خود بھی اپنے حج کو جانے کا چرچا عام کرنے لگتے ہیں، حالانکہ حج ایک عشقیہ عبادت ہے اور حاجی لوگوں میں جتنا خود چرچا کرے گا اتنا ہی رب کریم سے عشق ومحبت میں کمی آتی رہے گی، اس لئے اس میں حتی الامکان احتیاط کی ضرورت ہے۔

۲:...... جوں جوں سفر حج کا وقت قریب آجاتا ہے اعزاؔ واقرباؔ کی آمد ورفت کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اور بہت سے لوگ حاجی صاحب کے لئے اس بنا پر تحفہ و تحائف لاتے ہیں کہ حاجی صاحب بھی واپسی میں ہمارے لئے حرمین شریفین سے تحفہ لائیں گے بلکہ بعض حاجی تو ایسا کرتے ہیں کہ محلّہ میں گشت لگاتے ہیں تاکہ لوگ حاجی صاحب کو تحفہ پیش کیا کریں۔

۳:...... جب سفر بالکل قریب آجاتا ہے تو حاجی صاحب کے یہاں ایسی دعوت ہوتی ہے جیسے کوئی دولت مند آدمی اپنی لڑکی کی شادی میں دعوت کرتا ہے اور اس موقع پر بھی تحفہ اور لفافہ پیش ہونے لگتا ہے۔

۴:...... اب جب حاجی صاحب سفر حج شروع کرتے ہیں تو ایئرپورٹ تک گاڑیوں اور بسوں سے ایک ایک حاجی کو پہنچانے کے لئے ایک بڑا مجمع پہنچ جاتا ہے، دیکھنے والوں کو شبہ ہوجاتا ہے کہ شاید کوئی بڑی بارات دولہا کو لے کر جارہی ہے یا دلہن کو لے کر آرہی ہے، حالانکہ صرف ایک دو آدمی ایئرپورٹ پر پہنچا کر آسکتے ہیں، اس فضول خرچی کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

ایئرپورٹ پر میلہ اور افراتفری کا عالم:

۵:...... جب ایک ایک حاجی کو پہنچانے کے لئے بسیں بھر بھر کر ہر طرف سے انسانوں کے ریلے کے ریلے پہنچ جاتے ہیں تو ایئرپورٹ پر خواہ مخواہ سخت ترین ہجوم اور ہنگامہ کی شکل پیدا ہوجاتی ہے، حیرت کی بات ہے کہ عورتیں اپنے دودھ پیتے اور شیرخوار معصوم بچوں پر بھی رحم نہیں کرتیں، ان کو بھی لے کر ایئرپورٹ پہنچ جاتی ہیں، ان باتوں کے نتیجہ میں ایئرپورٹ کے قریب ٹریفک جام ہوجاتا ہے، کبھی راستہ میں بہت سے حادثات اور ایکسیڈنٹ کے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو الٹی، متلی اور دیگر امراض کا شکار بھی ہونا پڑتا ہے، اور چھوٹے بچے بسوں میں الٹیاں کرنے لگتے ہیں، بالآخر اللہ اللہ کرکے حاجی اہل وطن کے ہجوم اور ہنگامہ سے نجات پاجاتا ہے، مگر آج ہی سے حاجی صاحب پر یہ فکر اور بخار سوار ہوجاتا ہے کہ تحفہ دینے والوں کا بدلہ کیسے چکایا جائے گا؟ چنانچہ جب مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کی مقدس سرزمین پر پہنچ جاتا ہے تو بجائے یکسوئی کے ساتھ عبادات اور رجوع الی اللہ میں مصروف ہوجانے کے بازاروں کا چکر لگانے کا سلسلہ شروع کردیتا ہے اور خریداری شروع ہوجاتی ہے کہ کس کے لئے کیا تحفہ لینا ہے؟ بے چارے حاجی صاحب کو ہر وقت اپنے اعزاؔ و اقرباؔ کی ہمدردی اور تحفہ کا بدلہ چکانے کی فکر سوار رہتی ہے، حالانکہ وہاں سے لانے کے لئے آبِ زمزم اور مدینۃ المنورہ کی کھجوروں سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں ہے اور اعزاؔ واقرباؔ کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ہمدردی نہیں ہے کہ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین میں اپنی خصوصی دعاؤں میں انہیں فراموش نہ کرے۔

حج یا عمرہ کو جانیوالے سے دعا کی فرمائش:

۶:...... مسنون طریقہ یہی ہے کہ جب حاجی صاحب سفر کے لئے روانہ ہونے لگیں تو مقامی لوگ حاجی صاحب سے دعاؤں کے لئے گزارش کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمرہ کو جانے کے لئے اجازت مانگی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ: "اے میرے بھائی تم وہاں کی دعاؤں میں ہم کو بھی شریک رکھنا اور ہم کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرنا۔" (ابن ماجہ)

دورانِ سفر مزید غلطیاں:

۷:...... بہت سے احباب دورانِ سفر نمازوں کا اہتمام نہیں کرتے، بعض تو نماز ہی نہیں پڑھتے اور پڑھتے بھی ہیں تو مسائل کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ مثلاً بہت سے حجاج ٹرینوں اور ہوائی جہازوں کی

سیٹوں پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں' حالانکہ ٹرین پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی جا سکتی ہے' اور جہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہو وہاں بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں' اور ہوائی جہاز میں آگے یا پیچھے کی طرف ایسی جگہ ہوتی ہے' جہاں پر بآسانی کھڑے ہو کر نماز پڑھی جا سکتی ہے' بعض لوگ قبلہ معلوم کئے بغیر بیٹھے بیٹھے جدھر چاہے نماز پڑھ لیتے ہیں' اور بہت سے لوگ بلا وجہ تاخیر کر کے مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں اور بعض یوں ہی تیمم کر کے نماز پڑھ لیتے ہیں' ان تمام امور سے بچ کر مسنون طریقہ سے قبلہ کی طرف ہو کر نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۸:...... ٹرین' اسٹیشن اور ہوائی جہاز کی ٹنکی کا پانی پاک ہوتا ہے' اس سے احتیاط کا خیال رکھ کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں' لیکن بعض لوگ اس سے وضو نہ کر کے تیمم کرنے لگتے ہیں' حالانکہ ایسے حالات میں تیمم کر کے نماز جائز نہیں ہوتی۔

۹:...... بہت سی پردہ نشین برقعہ اوڑھنے والی عورتیں دوسرے ممالک کی بے پردہ عورتوں کو دیکھ کر بے پردہ ہو جاتی ہیں' اور سفر حج جیسے مقدس سفر میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں' حالانکہ اس مقدس سفر میں بے پردگی کے گناہ سے حفاظت کا زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۰:...... بعض عورتیں بلا محرم اور بغیر شوہر سفر حج کرتی ہیں' حالانکہ عورت کے لئے بے محرم یا بلا شوہر حج کو جانا ناجائز اور معصیت و گناہ ہے۔ (معلم الحجاج)

۱۱:...... بعض لوگ سفر حج میں بہت زیادہ لڑتے ہیں' بالخصوص گاڑیوں میں سوار ہوتے وقت جگہ لینے پر بہت ہی لڑائیاں ہوتی ہیں' حتیٰ کہ گالم گلوچ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے' حالانکہ اس مبارک سفر میں جنگ و جدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے۔ (معلم الحجاج)

احرام کی غلطیاں:

۱۲:...... بعض لوگ احرام کی حالت میں سلی ہوئی چادر یا رضائی کے استعمال کو سلا ہوا ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں' یہ بات ٹھیک ہے کہ مردوں کو احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے' مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ سلی ہوئی چادر اور رضائی وغیرہ کا استعمال بھی ناجائز ہے' بلکہ احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا مردوں کے لئے ممنوع ہے جو بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو' جیسے کرتا' پائجامہ' اچکن' واسکٹ' بنیان اور ٹوپی وغیرہ' لہٰذا سلی ہوئی چادر اور سلی ہوئی لنگی وغیرہ مردوں کے لئے ممنوع نہیں ہے' ہاں البتہ افضل اور بہتر یہی ہے کہ یہ بھی سلی ہوئی نہ ہو۔

۱۳:...... احرام کی نماز بعض لوگ سر کھول کر پڑھتے ہیں' حالانکہ احرام کی نماز کے وقت احرام میں نہیں ہوتا ہے' اس لئے سر ڈھانک کر احرام کی نماز پڑھنی چاہئے اور سلام پھیرنے کے بعد سر کھول کر نیت کر کے تلبیہ پڑھنا چاہئے۔

۱۴:...... بعضے لوگ نماز کی حالت میں بھی اضطباع کرتے ہیں' حالانکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں مسنون ہے اور وہ بھی صرف اس طواف میں مسنون ہوتا ہے جس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کرنا ہوتا ہے' ہاں البتہ طواف زیارت اگر احرام کھول کر کپڑے بدل کر کرتا ہے اور اس کے بعد سعی کرنی ہو تو اس طواف زیارت میں اضطباع نہیں ہوتا۔

۱۵:...... بعض عورتیں احرام کی حالت میں چہرہ کھلا رکھتی ہیں' حالانکہ چہرہ کھلا رکھنا بہت سے مردوں کے لئے بدنگاہی کے گناہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہے' اس لئے احرام کی حالت میں بھی چہرہ کا نقاب اس طرح ڈال لیا جائے کہ جس سے نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔ (معلم الحجاج)

۱۶:...... بہت سے مرد احرام کی لنگی ناف کے نیچے باندھتے ہیں' حالانکہ مرد کے ناف سے نیچے کا حصہ ستر عورت میں شامل ہے' اس کا ڈھانکنا واجب ہے' اس کا کھلا رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے' بہت سے بھائیوں کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ گناہ کبیرہ اور حرام کا ارتکاب ہو رہا ہے' اس لئے اس کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔

۱۷:...... بہت سے مرد احرام کی لنگی اس طرح پہنتے ہیں کہ چلتے ہوئے ران تک کھل جاتی ہے' اس لئے احرام کی لنگی اگر بغیر سلی ہوئی ہو تو اس طرح پہننی چاہئے کہ چلتے ہوئے ران نہ کھلنے پائے اور اگر ران کھل جانے کا اندیشہ ہو تو لنگی درمیان سے سلوا کر پہنی جائے۔

طواف کی غلطیاں:

۱۸:...... بہت سے طواف کرنے والے طواف کی ابتدا حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں کھڑے ہو کر کرتے ہیں' اس طرح کھڑے ہو کر طواف کی نیت کرنا ممنوع ہے' بلکہ اس طرح کھڑے ہو کر طواف شروع کرنا چاہئے کہ طواف شروع کرنے والے کا رخ حجر اسود کے مقابل میں ہو' جس میں طواف کرنے والے کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل میں ہو۔ (معلم الحجاج)

۱۹:...... حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے عورت و مرد کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ عورتوں میں ہٹو بچو اور چیخ و پکار کا عجیب حیا سوز منظر پیش آتا ہے' حالانکہ اگر آسانی سے ہو سکے تو حجر اسود کا بوسہ لینا سنت ہے' ورنہ عورتوں کا مردوں کے ہجوم میں گھس جانا حرام ہے۔

۲۰:...... ایک اہم منکر عمل ہمیشہ دیکھنے میں آتا

ہے کہ بہت سے قیمتی عطر حجر اسود پر خوب بہا کر لگاتے ہیں' حالانکہ حالت احرام میں محرم کے لئے خوشبو کا سونگھنا بھی جائز نہیں اور حجر اسود کا بوسہ محرم اور غیر محرم دونوں طرح کے لوگ دیتے ہیں' تو عطر لگانے والوں کا عمل محرم کے لئے کفارہ اور جرمانہ کا سبب بن جاتا ہے' اس لئے حجر اسود پر عطر نہ لگانا چاہئے۔

۲۱:...... طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے' اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے حالانکہ صرف حجر اسود کے استلام ہی کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہوتا ہے۔ (معلم الحجاج)

۲۲:...... بعض عورتیں اپنی قیام گاہوں سے بناؤ سنگھار کرکے طواف کرنے جاتی ہیں اور بعض کے اعضاء بھی کھلے ہوتے ہیں' حالانکہ مسجد حرام اور مطاف کی جگہ روئے زمین میں سب سے زیادہ مقدس ترین جگہ ہے اس میں تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔

۲۳:...... بعض عورتیں ایسے اژدہام اور ہجوم کے بیچ میں مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتی ہیں اور طواف کرنے والے' بھیڑ کی وجہ سے ان کے اوپر سے چڑھتے ہوئے دھکائی کرکے چلے جاتے ہیں' ایسی صورت میں نہ ان کی نماز باقی رہتی ہے اور نہ ہی ان کی نماز کی حالت باقی رہتی ہے اور بعض مرتبہ تو لوگ انہیں روندتے چلے جاتے ہیں۔

اسی طرح حطیم کے اندر نماز کا حال ہوتا ہے' اس لئے مقام ابراہیم کے پاس نماز نہ پڑھیں' بلکہ اس کے سامنے دور جا کر خالی جگہ پر نماز پڑھنی چاہئے' اسی طرح سخت بھیڑ کے وقت حطیم میں داخل نہ ہونا چاہئے۔

۲۴:...... بعض لوگ طواف کے وقت رکن یمانی کو بھی بوسہ دیتے ہیں' حالانکہ صحیح قول کے مطابق رکن یمانی کو بوسہ دینا مسنون نہیں ہے' بلکہ اگر آسانی سے ہو سکے تو صرف ہاتھ لگاتے ہوئے چلے جانا چاہئے۔

۲۵:...... بعض مطوفین طواف کرنے والے قافلہ کے آگے آگے الٹا چلتے ہوئے طواف کراتے ہیں' دوسروں کے طواف کی خاطر اپنا طواف خراب کرتے ہیں' کیونکہ الٹا چل کر طواف کرنا جائز نہیں۔

سعی کی غلطیاں:

۲۶:...... سعی کرنے کے لئے صفا پہاڑی پر زیادہ اونچائی پر چڑھنا نہیں چاہئے' بس صرف اتنا اوپر چڑھ جانا کافی ہے کہ کعبۃ اللہ وہاں سے نظر آجاتا ہو' بعض لوگ بہت اوپر چڑھ جاتے ہیں یہ بلاضرورت ہے۔

۲۷:...... بعض امراء اور سرمایہ دار بلاعذر بھی سواری پر سوار ہوتے ہیں اور بلاعذر سواری پر سعی جائز نہیں' اس پر دم واجب ہو جاتا ہے۔

۲۸:...... سعی کرتے وقت صفا اور مروہ پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون ہے اور ہاتھ صرف اتنے اٹھانے ہیں جتنے دعا کے وقت اٹھائے جاتے ہیں اور بعض لوگ تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں جو خلاف سنت ہے' اس لئے اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

۲۹:...... بعض لوگ سعی کرتے ہوئے بھی اضطباع کرتے ہیں' حالانکہ اضطباع یعنی احرام کے اوپر والی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لاکر بائیں کندھے کے اوپر ڈال دینا صرف اس طواف میں مسنون ہوتا ہے جس کے بعد حالت احرام میں سعی کرنا ہو' اس کے علاوہ کسی اور سعی میں اضطباع مسنون نہیں ہے۔

(بعض لوگ عام کپڑوں میں نفلی طواف کی طرح نفلی سعی کرتے نظر آتے ہیں' حالانکہ کوئی سعی نفلی نہیں ہوتی وہ یا تو عمرہ میں ہے یا حج میں اور عمرہ کی سعی ہمیشہ حالت احرام میں ہوتی ہے اور حج کی سعی احرام کھولنے کے بعد بھی ہو سکتی ہے' اس لئے نفلی سعی کرکے خواہ مخواہ اپنے کو تھکانا نہیں چاہئے)۔ (مرتب)

وقوفِ عرفات کی غلطیاں:

۳۰:...... عرفات میں بعض لوگ جبل رحمت پر چڑھنا ثواب سمجھتے ہیں' شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں' اس لئے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

۳۱:...... عرفات کی مسجد نمرہ میں ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی جاتی ہے' اس کے بعد یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف خاص توجہ کی سخت ضرورت ہے' ذکر اور تکبیر اور تہلیل اور تلاوت اور دعاؤں میں مشغول ہو جانا چاہئے' بعض لوگ ادھر ادھر سڑکوں پر گھومنے پھرنے اور خیراتی گاڑیوں سے کھانے پینے کی اشیاء کے حصول میں لگے رہتے ہیں' یہ سخت محرومی کی بات ہے۔

۳۲:...... بعض لوگ سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کے گیٹ پر آکر بھیڑ لگا لیتے ہیں' حالانکہ پہلے سے آکر بھیڑ لگانے کا کوئی فائدہ نہیں' صرف مصیبت مول لینا ہوتا ہے' اس لئے سورج غروب ہو جانے تک اپنی جگہ دعاؤں میں مشغول رہنا چاہئے اور غروب کے بعد ہی روانہ ہونا چاہئے۔

۳۳:...... بعض لوگ معلم کے خیمہ میں قیام کو ضروری سمجھتے ہیں' حالانکہ معلم کی بسوں اور اس کے خیمہ اور اس کے افراد کے تابع معذور اور ناواقف لوگوں کو ہونا پڑتا ہے' جن کے لئے اس کے بغیر پریشانیاں ہوں اور جو لوگ تندرست ہوں اور اچھی طرح چلنے پھرنے پر قادر ہوں ان کو امیر الحج کے ساتھ اس کی اقتداء میں ظہر و عصر کی نماز پڑھنی چاہئے' پھر مناسب جگہ پر وقوف کرکے یکسوئی کی کوشش کرنی چاہئے۔

(البتہ جس شخص کو معلم کے خیمہ سے باہر نکلنے یا مسجد نمرہ تک جانے میں اپنے گم ہونے یا ساتھیوں سے بچھڑنے کا اندیشہ ہو تو اسے خیمہ کے حدود ہی میں رہنا چاہئے)۔ (مرتب)

وقوف مزدلفہ کی غلطیاں:

۳۴:...... بعض لوگ مزدلفہ پہنچنے سے قبل عرفات کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنے لگتے ہیں' حالانکہ اس دن مغرب کی نماز کا وقت دو شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے:

(۱) مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوجانا۔

لہٰذا مزدلفہ میں داخل ہونے سے قبل مغرب کی نماز جائز نہیں' اگر راستہ میں پڑھ لی جائے تو مزدلفہ میں داخل ہونے کے بعد دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہوگا۔

(۲) مزدلفہ میں عشاء کا وقت ہوجانے کے بعد مغرب کی نماز جائز ہوتی ہے۔

لہٰذا اگر عشاء کا وقت ہونے سے قبل مزدلفہ پہنچ جائے تو مغرب کی نماز کے لئے عشاء کے وقت کا انتظار لازم ہے۔

۳۵:...... بعض لوگ مزدلفہ سے صبح صادق سے پہلے ہی روانہ ہوجاتے ہیں' حالانکہ مزدلفہ میں وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے اور اسی وقت وقوف کرنا واجب ہے' اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے کیوں نہ ہو اور عشاء کے بعد سے صبح صادق تک مزدلفہ میں رات گزارنا سنت موکدہ ہے اور سورج طلوع ہونے سے اتنی دیر پہلے روانہ ہوجانا مسنون ہے' جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہو' یہ حکم غیر معذورین کے لئے ہے۔ (مرتب)

حج بدل کرنے والوں کی غلطیاں:

۳۶:...... حج بدل کرنے والوں میں سے بعض لوگ ٹھیکہ اور اجارہ پر حج بدل کرتے ہیں' اور بعض لوگ مصارف کا ٹھیکہ کرلیتے ہیں' ایسا کرنا جائز نہیں۔ (معلم الحجاج)

۳۷:...... حج بدل کرنے والے کو حج بدل کے روپے سے صدقہ کرنا' دوستوں کی دعوت اور مہمان نوازی کرنا جائز نہیں' ہاں البتہ اگر آمر نے حج بدل کا پیسہ یہ کہہ کر دے دیا ہے کہ یہ پیسہ آپ حج بدل کرنے میں جس طرح چاہے خرچ کریں' اور اس میں سے اگر کچھ بچ جائے تو اس سے مہمانداری اور صدقہ سب کچھ جائز ہوجائے گا۔

۳۸:...... حج بدل میں حج افراد ہی کرنا چاہئے' ہاں البتہ آمر نے حج تمتع یا قران کی اجازت دے دی ہے تو تمتع اور قران کی اجازت ہے اور دم شکر کی بھی اجازت دیدی ہے تو دم شکر بھی آمر کے پیسہ سے جائز ہے' چاہے دلالتاً اور عرفاً ہی اجازت دی ہو تب بھی جائز ہے۔

اس مسئلہ کو معلم الحجاج میں اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ حج افراد کے علاوہ جائز ہی نہیں ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے' بلکہ آمر کی اجازت سے تمتع وغیرہ کی بھی اجازت ہے۔

رمی جمرات کی غلطیاں:

۳۹:...... اکثر لوگ رمی کرنے میں اصل جمرہ ستون یا دیوار کو سمجھتے ہیں' حالانکہ حقیقت میں جمرہ وہ نہیں ہے بلکہ ستون اور دیوار کی جڑ سے لے کر اس کے ہر طرف سے تین تین ہاتھ کے دائرہ کے اندر اندر زمین ہی میں جمرہ ہے' لہٰذا اگر کنکری ستون یا دیوار سے ٹکرا کر تین ہاتھ سے دور جاکر گرے گی تو رمی درست نہ ہوگی اور اگر ستون یا دیوار سے نہ لگے اور حوض میں گرجائے تو رمی درست ہوجائے گی۔

۴۰:...... بعض لوگ شیطان کو مارنے کے لئے بڑی بڑی کنکریاں لیتے ہیں' یہ بھی غلط ہے اور کنکریاں چنے کے دانہ کے برابر ہونی چاہئیں۔

۴۱:...... بعض لوگ جوتے چپل بھی مارتے ہیں' حالانکہ یہ بھی جائز نہیں۔

۱۱/۱۲ ذوالحجہ کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اگلے دن کی صبح صادق تک رہتا ہے' اس لئے ان تاریخوں میں زوال سے پہلے رمی معتبر نہیں ہوگی' خاص کر ۱۲ ذوالحجہ کو بہت سے حجاج معلمین کے کہنے میں آکر زوال سے پہلے رمی کرلیتے ہیں' انہیں اس سے احتراز کرنا چاہئے' ورنہ اگر انہوں نے وقت کے اندر دوبارہ رمی نہ کی تو ترک رمی کا دم واجب ہوجائے گا۔ (مرتب)

قربانی کی غلطیاں:

۴۲:...... رمی جمرات کے بعد تمتع اور قران حج کرنے والوں پر پہلے قربانی اس کے بعد حلق کرنا واجب ہے' بہت سے لوگ اس میں لاپرواہی کرکے غلطی کرلیتے ہیں۔

۴۳:...... بینک کے واسطہ سے سعودی حکومت کی طرف سے قربانی کا نظم ہے' مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں مختلف جگہ ٹیپ وائیک لگا کر اس کا اعلان ہوتا رہتا ہے' حنبلی مسلک کے لوگوں کے لئے بینک کے واسطہ سے قربانی کرانے میں کوئی تردد وشبہ باقی نہیں رہتا' لیکن حنفی مسلک کے لوگوں کے لئے پریشانی ہے' اس لئے بینک کے ذریعہ سے قربانی اور حلق میں ترتیب قائم رکھنا بہت مشکل ہے' دنیا بھر کے لوگوں کے لئے بینک کی طرف سے حلق کرنے کا ایک وقت دیا جاتا ہے اور لاکھوں قربانیوں کا ایک وقت میں کرنا ممکن نہیں۔ (اس لئے بینک کے کوپن نہ خریدے جائیں)۔ (مرتب)

۴۴:...... بہت سے فراڈی لوگ حجاج کرام کی بلڈنگوں پر آکر سستی قربانی کا لالچ دلاکر بڑی تعداد میں روپیہ وصول کرلیتے ہیں' پھر فرار اختیار کرلیتے ہیں اور حجاج کرام اپنی قربانی کے بارے میں پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں' اس لئے حجاج کرام کو خبردار ہونے کی ضرورت ہے اور کسی اجنبی شخص کو قربانی کی ذمہ داری ہرگز نہ سونپیں' بلکہ خود قربانی کریں یا قابل اعتماد جانکار افراد یا معتبر اداروں کے ذریعہ کرائیں۔ ☆......☆

دوسری اور آخری قسط

بیت المقدس اور فلسطین

تاریخی پس منظر

مولانا ابرار کلیم

ضبطی اراضی اور یہودی آبادکاری:

اس کے بعد برطانوی اور اسرائیلی حکام نے ضبطی اراضی کا پلان بنایا' تاکہ شہر مقدس کے جملہ نشانات میں یکسر تبدیلی آجائے' چنانچہ انہوں نے ان نشانات کو مٹانے اور اسرائیلی علامات و آثار ثبت کرنے کی بھرپور کوششیں کیں' مثال کے طور پر صرف شیخ رضوان وادی جوز اور سرلا ئمہ کے علاقوں میں اتنی زمینیں ضبط کرلی گئیں' جن میں یہودی کالونیوں کا سلسلہ اتنا دراز ہوگیا کہ جبل مشارف اور القدس کے پورے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور اس میں انہوں نے رامات اشکول' بعفات باسیتغاذ' معالوت دافنی اور التلۃ الفرنسیہ نامی کالونیوں کی بنیاد رکھی تاکہ القدس کے مشرقی حصہ پر قابض ہوجائیں (بیت المقدس پر اسرائیلی تسلط ایک منصوبہ بند حکمت عملی' ایران) ۱۹۷۰ء کی گرمیوں میں دوسرے مرحلے کا آغاز اس طور پر ہوا کہ القدس کے آس پاس کی تمام زمینیں ضبط کرکے اس پر "باراموت" کالونی اور "داؤز" کالونیاں بنائی گئیں۔ ۱۹۸۰ء کے جاڑوں میں القدس کی ۳۳ فیصد اراضی پر اپنا تسلط قائم کرلیا اور اس میں پندرہ سے زائد کالونیاں تعمیر ہوگئیں' اب اس حصہ میں یہودیوں کی تعداد ۱۹۹۵ء تک ۱۲۰ ہزار سے تجاوز کرگئی' اس کے مقابلہ میں ۱۶۰ ہزار فلسطینی آباد ہیں۔ یہودی حکمرانوں نے ضبطی اراضی کے مختلف طریقے اپنا رکھے ہیں' ان میں سب سے اہم یہ کہ عربوں کی آبادی کے لئے نئے نئے بڑے بڑے رہائشی منصوبوں کی منظوری دیتے ہیں' اسی دوران یہودی آبادی اور تعمیرات کے کام شروع ہوجاتے ہیں' اس طرح عرب مسلمانوں کی زمینیں ضبط کی جاتی ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ کہ وہ مفاد عامہ کے لئے ضبط کرلیتے ہیں' اور اس میں الیکٹرک' سڑکیں اور دیگر سرکاری امور کے گھروں کی تعمیر کے لئے مسلمانوں کی زمینیں ضبط کرلی جاتی ہیں اور اس میں یہودی کالونیوں کی تعمیر کی جاتی ہے۔

نوآبادی اور شہر مقدس کی ناکہ بندی:

۱۸۶۷ء کی جارحانہ کارروائیوں کے بعد مشرقی القدس پر تسلط قائم کرنے کے ساتھ ہی اسرائیلیوں نے شہر القدس کی یہود کاری کو تین نوآبادیاتی پٹیوں کی اساس پر منظم شکل دینی شروع کی اور اس کام کو انہوں نے مندرجہ ذیل منصوبہ کے تحت پایہ تکمیل کو پہنچایا:

۱:...... ناکہ بندی پٹی:

یہ قدیم شہر اور اس کے اطراف و جوانب کے خطوں کا محاصرہ کرکے مغربی کنارہ سے ملا دیتی ہے' اس کے تحت قدیم چہار دیواری اور نیشنل گارڈن کے اندر چہار دیواری کے شرق و جنوب کے آس پاس اور صدر تجارتی مرکز کے قریب یہودی محلہ کا قیام عمل میں آیا۔

۲:...... ناکہ بندی پٹی:

اس کے تحت چہار دیواری کے باہر ان عرب محلوں کا احاطہ کرلیا گیا' جو اردنی عہد میں القدس کے حدود میں داخل تھے۔ یہاں ایسی کالونیاں تعمیر کردی گئیں جو بالکل کمان کی طرح عربوں کی گھنی آبادی سے شہر کو الگ تھلگ کرتی ہیں اور اس میں گیارہ سے زائد کالونیاں ہیں۔

۳:...... ناکہ بندی پٹی:

اس کے تحت یہودی آبادکاری کے لئے اسرائیلی منصوبوں کی روشنی میں مکمل جدوجہد کی' اس سلسلہ میں عرب حملے نشانے پر رہے' اور اس بات کی پوری کوشش کی گئی کہ یہودیوں کو غلبہ سے بہرہ ور کیا جائے' نیز شہر کو یہودی آبادیوں سے اس طرح مستحکم کردیا جائے کہ شہر یہودیت کی منظر کشی کرنے لگے۔

مذہبی اور تہذیبی یہودکاری:

قدس شریف کے عرب اسلامی آثار و علامات اور مقدس مقامات کے احاطوں میں اوپری سطح سے لے کر قدس شریف کے احاطہ کے صحن تک اور نشیبی خطہ میں کھدائی کی جو کارروائی کی گئی ہے' اس کے ذریعہ نام نہاد آثار اور ہیکل سلیمانی کا انکشاف کیا گیا' کہا جاسکتا ہے کہ یہ مراحل ابتدائی اور تمہیدی تھے' کیونکہ ان مراحل میں شہر مقدس کی اسلامی حضارت و تمدن کے آثار کو بدل ڈالنے کا عمل اور یہود کاری کی سرگرمیاں جاری ہیں' اور یہ کام اتنی تیزی' سرعت اور جارحانہ طریقہ سے کیا جارہا ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ۱۹۶۷ء کے اواخر سے ۱۹۶۸ء کے

اختتام تک القدس کے احاطہ کی جنوبی دیوار کے نیچے ''مسجد اقصیٰ'' کے پیچھے ''جامع نساء'' اسلامی میوزیم اور ''المدرسۃ الفخریہ'' کی عمارتوں کے پیچھے ۷۰ میٹر کی کھدائی مکمل ہوئی ۱۹۶۹ء میں کام مکمل کر لیا گیا' اور القدس کے احاطہ کی چہار دیواری کے نیچے ۸۰ میٹر کھدائی کی گئی' اس کھدائی میں ''باب المغاربہ'' سے ہوتے ہوئے زاویہ الفخریہ کے تحت آنے والی عمارتیں متاثر ہوئیں اور اس خطہ کے سارے اسلامی آثار کو تباہ کر کے ۱۴/ جون ۱۹۶۹ء کو خطہ کے باشندوں کو جلا وطن کر دیا گیا' پھر ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۳ء یہ سلسلہ جاری رہا ہے' اس کے تحت شرعی عدالت کا نچلا حصہ اور حرم مقدس کے پانچ دروازے ''باب السلسلہ'' باب المطہرۃ' باب القطانین' باب الحدید اور باب علاء الدین البصری متاثر ہوئے مزید برآں چار مساجد کی عمارتیں بھی اس کی لپیٹ میں آئی' اس کے بعد محکمہ شرعیہ کے ایک حصہ کو یہودی عبادت خانہ میں بدل دیا گیا اور بے شمار تاریخی عمارتوں کو نقصان پہنچایا۔ (فلسطین سازشوں کے نرغے میں)

۱۹۷۳ء سے اوائل اور ۱۹۷۴ء میں اور پھر اس کے فوراً بعد مسجد اقصیٰ کے جنوب مشرقی حصہ کے نیچے کی جنوبی دیوار کے پیچھے اور چہار دیواری ۸۰ میٹر لمبائی تک کھود ڈالا گیا' اسی طرح حرم کی جنوبی دیوار اور مسجد اقصیٰ کے نیچے کے برآمدوں اور خود حرم کو نقصان پہنچایا گیا۔ ۱۹۷۵ء میں شہر کی باؤنڈری کی نصف مشرقی دیوار ''القدس'' کے احاطہ ''باب مریم'' کی باؤنڈری کے شمال مشرق میں کھدائی کا کام شروع ہوا' اس کھدائی کا مقصد جلیل القدر صحابہ کرام اور علماء مثلاً عبادہ بن صامت' بدری اور شداد بن اوس انصاری رضی اللہ عنہما وغیرہ کی قبروں کو منہدم کر کے ان کے ملبہ سے اسرائیلی قومی تفریح گاہ کے ایک حصہ کو تعمیر کرنا تھا'

اسی طرح بے شمار تباہی کی داستانیں ہیں۔ ۱۹۸۷ء میں کھدائی کی گئی' جس سے حرم کا نچلا حصہ ''المطہرۃ'' کے صدر دروازے زد میں آ گئے۔ ۱۹۸۷ء میں بھی یہ کام جاری رہا۔ بالآخر ۱۹۸۸ء میں فلسطینی اور اسرائیلی سامراجیوں کے مابین زبردست معرکہ آرائی ہوئی' جس کے نتیجے میں اسرائیلی حکومت کو سرنگ بند کرنا پڑی' مسجد اقصیٰ کی چہار دیواری کے نیچے نئی سرنگ کے انداز میں پھر اسی سرنگ کا آغاز ۱۹۹۶ء میں ہوا' اور یہ صرف اس لئے ہوا تھا تاکہ اسلامی علامات ونشانات کو خاک میں ملا دیا جائے اور ان سرنگوں کے ذریعے مسلمانوں پر جابجا حملے کئے جائیں۔ چنانچہ یہ سرنگیں اب پورے حرم شریف اور تمام اسلامی مقامات اور مسلمانوں کے محلوں میں پھیلی ہوئی ہیں اور مسلمانوں کے محلات اور القدس پر اس طرح قابض نظر آ رہی ہیں کہ اس سے انخلاء مشکل ہے۔

مسلم حکمراں اور بیت المقدس:

آج دنیا کے اندر ہونے والے مظالم کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ امریکا و برطانیہ کے ساتھ مل کر مسلم حکمرانوں نے کوئی توجہ نہ دی' بلکہ ان کے دم چھلے بن کر مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں رچنے اور ان کے خلاف پروپیگنڈے کرنے میں شریک کار رہے' نیز انہوں نے اسلامی تحریکوں کو مٹانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا ہے۔ مصر کی اخوان المسلمین وغیرہ تنظیموں نے اسرائیلی جارحیت کو روکنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' فی الحال شیخ احمد یاسین کی قائم کردہ تحریک حماس اس وقت انتہائی سرگرم ہے' اس کی قابل قدر خدمات ہیں اور فلسطینیوں کے سارے جذبات اس تحریک سے وابستہ ہیں' کیونکہ یہ خالص اسلامی طرز پر اپنا کام انجام دے رہی ہے۔ (ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی)

موجودہ صورتحال اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں:

۱۹۴۸ء میں جب صیہونی طاقتوں نے قلب عرب میں اسرائیلی خنجر گھونپا تھا' اس دن سے آج تک اس خطہ اراضی کے اصلی مالک ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور نہ صرف یہ کہ ان کا سب کچھ لٹ چکا ہے' بلکہ ان کی زندگی بھی سنگینوں کے زد میں ہے۔ آج لاکھوں فلسطینی کسمپرسی کے سائے میں زندگی کے ایام گزار رہے ہیں' اگر یہ کہا جائے کہ ٹینکوں' بکتر بند گاڑیوں' میزائلوں اور بموں کے خوفناک دھماکے' لاشوں کے نظارے' خون کی لالہ زاری' زخمیوں کی آہیں' بلکتے بچوں کے آنسو اور تباہی و بربادی فلسطینیوں کا مقدر بن چکی ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے' امریکا نہ صرف اسرائیل کی اس درندگی پر خاموش تماشائی بنا ہوا ہے' بلکہ امریکی صدر ''بش'' اسرائیلی درندگی کو اس کا دفاعی حق قرار دے کر ظالم ''شیرون'' کی پیٹھ ہمیشہ تھپتھپاتا رہا ہے' لیکن یہ بات انتہائی کربناک' المناک اور خوفناک ہے کہ فلسطین کے سلسلہ میں سب سے مایوس کن رویہ عالم اسلام کا رہا ہے۔ (مختلفات ومنتشرات کا ایک خاکہ)

آج کوئی مسلم ملک ایسا نہیں ہے جو امریکا اور اسرائیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ کہہ سکے کہ فلسطینیوں کو وعدے کے مطابق فلسطینی ریاست کے قیام کا حق دیا جائے' اور ان کے غصب کردہ سارے حقوق لوٹائے جائیں۔ تاریخی حقائق کی روشنی میں ہم یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر چند مسلم ممالک بھی کوئی متفقہ آواز بلند کر دیں تو امریکا اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کئے بغیر نہیں رہے گا' لیکن حیف صد حیف:

''کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا''

لائحہ عمل:

ہمارے خیال میں موجودہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ پورا عالم اسلام خواب غفلت سے بیدار ہو کر فلسطینیوں پر آئے دن ہونے والے اسرائیلی جارحیت کے خلاف کھل کر آواز اٹھائے اور اسلام دشمن صیہونیوں کو اس بات کا احساس دلا دے کہ فلسطینی تنہا نہیں ہیں، بلکہ پورا عالم اسلام ان کا ہمنوا ہے' اگر وہ ایسا کرنے پر آمادہ نہیں بلکہ ان کی بے حسی کا یہی عالم رہا تو آنے والا دن نہ صرف بے سہارا و مظلوم فلسطینیوں کے لئے اندوہناک ہوگا بلکہ اقتدار و دولت کے نشہ میں چور مسلم حکمرانوں اور ان کی عوام کے لئے بھی انتہائی خطرناک اور بھیانک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو اس برے دن سے بچائے۔ آمین۔

خاتمہ:

اوپر جو کچھ تاریخی حقائق پیش کئے گئے ہیں' اس سے بیت المقدس کی تاریخی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس پر گزرنے والے سارے ادوار اس کے احوال و کوائف نیز موجودہ بحران اور اس کا حل سامنے آ جاتا ہے۔ یہ مختصر سا مقالہ ہے' تفصیلات کا متحمل نہیں تاہم ہم نے اختصار کے ساتھ جو کچھ کہا ہے' وہ بصیرت کا سامان فراہم کرنے کے لئے یقیناً کافی ہے۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوت کتب' لٹریچر اور اسٹیکرز پر پابندی

مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر سندھ بھر میں زبردست احتجاج

ٹنڈو آدم (رپورٹ: مفتی محمد طاہر مکی) گزشتہ دنوں سندھ حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہفت روزہ جریدہ ختم نبوت یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۰۶ء اور مختلف اسٹیکر "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں' جو کہ مفکر پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے مقولہ پر مبنی ہے:" اے مسلمان جب تو کسی مرزائی سے ملتا ہے تو گنبد خضریٰ میں دل مصطفیٰ دکھتا ہے" جس کا مقصد صرف مسلمانوں کو قادیانیوں سے قطع تعلق کی تبلیغ ہے' اس کے علاوہ قلم و قرطاس کے امین جناب محمد متین خالد صاحب کی کتاب "قادیانی چور" جس میں اصولی طور پر صرف یہ بات باور کرائی گئی ہے کہ مرزائیوں کے پاس اپنی کوئی چیز نہیں' سب چیزیں اسلام سے چرائی گئیں ہیں مثلاً: "نماز' کلمہ' قرآن" جو کہتے ہیں معاذ اللہ' دنیا سے اٹھ گیا تھا دوبارہ مرزا قادیانی پر نازل ہوا وغیرہ' اس کے علاوہ چند دیگر کتب و کتابچے تھا جن پر سندھ حکومت نے پابندی عائد کر دی ہے' یہ بات حکومت نے بہت چھپائی مگر یہ بات جنگل کی آگ کی طرح سندھ بھر میں پھیل گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر ممتاز عالم دین علامہ احمد میاں حمادی نے مجلس سندھ کی جانب سے ۲۵ نومبر بروز ہفتہ کو سندھ بھر میں یوم سیاہ و احتجاج کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں کراچی کے اندر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مجلس کراچی کے امیر جانشین مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید' مفتی سعید احمد جلال پوری' مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد' منظور احمد میو راجپوت' رانا محمد انور' سید اطہر عظیم' حیدرآباد میں مولانا محمد نذر رضانی' کوٹری میں غلام محمد بھٹہ' ہالہ میں مفتی محمد خالد بلیجو' میرپور خاص میں مولانا محمد علی صدیقی' مولانا حفیظ الرحمٰن فیض' جھنڈو میں محمد منور راجپوت' بدین میں مولانا عبدالستار چاوڑا' سجاول میں شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی' ٹھٹھہ میں مولانا محمد ابراہیم' کنری میں مولانا خان محمد جمالی' ٹنڈو آدم میں صوبائی امیر علامہ احمد میاں حمادی' شہداد پور میں مولانا محمد سلیم' مولانا محمد یوسف' ٹنڈو الہیار میں مفتی محمد عرفان' مولانا محمد راشد حبیب' بھٹشاہ میں مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی' خیرپور میں مولانا فیاض مدنی' گمبٹ میں عبدالسمیع شیخ' پنوعاقل میں قاری حماد اللہ عبیدی' سلطان پور میں ماسٹر شہاب الدین عمرانی' حزب روہڑی میں مفتی عبدالوہاب چاچڑ' سکھر میں شیخ الحدیث مولانا محمد مراد بلیجوی' شیخ القرآن مولانا قاری خلیل احمد بندھانی' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد حسین ناصر' نوابشاہ میں مولانا امجد مدنی' مفتی محمد امان اللہ بلوچ' پڈعیدن میں سید ضمیر محمد شاہ' درگاہ عالیہ بلیجوی شریف کے سجادہ نشین سائیں مولانا عبدالصمد بلیجوی' مولانا عبدالقیوم بلیجوی' درگاہ عالیہ پیر شریف کے سجادہ نشین سائیں مولانا عبدالعزیز قریشی' درگاہ عالیہ امروٹ شریف کے سجادہ نشین سائیں مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی' شاعر اسلام سید رفیق احمد امروٹی الحاج امداد اللہ پھلپوٹو' پکا چانگ میں حافظ خادم حسین شر بلوچ' کنڈیارو میں مفتی محمد ادریس السندی' مولانا صبغت اللہ جوگی' شکارپور میں قاری محمد علی مدنی اور لاڑکانہ میں پیکر علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو سمیت سندھ بھر کے جید علماء کرام نے مجلس کے کتب' لٹریچر اور اسٹیکرز پر پابندی کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانیوں کی ایسی کتب جن میں دلخراش کفریات نمایاں ہیں: اللہ' رسول' قرآن' اسلام' صحابہ کرامؓ' اہلبیت صحابہ کرامؓ سے متعلق توہین پر مبنی مواد موجود ہے' جو ہر آئے دن چناب نگر سے چھپ کر منظر عام پر آ رہی ہیں' حکومت بجائے ان پر پابندی عائد کرنے کے مجلس کے ایسے لٹریچر پر پابندی لگا رہی ہے' جن کا مقصد صرف اور صرف اپنے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیوں کی سازشوں سے باخبر رکھنا ہے۔

ہاں! اتنا ضرور ہے کہ شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور قانون کے دائرے میں رہ کر قادیانی مصنوعات اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کی مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے۔ قادیانی آج خود کو غیر مسلم تسلیم کر لیں اور پاکستان کے آئین کی پاسداری کریں' مسلمانوں کے اسلام' قرآن' مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لیں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔ حکومت سندھ کی اس کارروائی سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ پاک فوج سمیت پاکستان کے اہم' اہم عہدوں پر قادیانی مسلط ہیں' علماء کرام نے کہا کہ مفکر پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کا قول ہے:" قادیانی! اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں" اہل اقتدار علامہ محمد اقبالؒ کی بات پر غور کرتے ہوئے اپنے قول و فعل کے تضاد کو ختم کریں۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

بخار کو بُرا مت کہو!

امۃ اللہ تسنیم

بڑھے چڑھے نام رکھنے کی ممانعت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ذلیل ترین نام اس آدمی کا ہے جو ملک الاملاک (شہنشاہ) کہلائے۔ (بخاری ومسلم)

فاسق اور بدعتی کو سردار کہنے کی ممانعت:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم منافق کو سردار نہ کہو‘ اگر تم نے اس کو سردار کہہ دیا تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کردیا۔ (ابوداؤد)

بخار کو گالی دینے کی ممانعت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام السائب یا ام المسیب کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: اے ام السائب یا ام المسیب تم کو کیا ہوا‘ تم کانپ کیوں رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا بخار ہے‘ اللہ اس میں برکت نہ دے‘ آپؐ نے فرمایا: بخار کو بُرا نہ کہو‘ یہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح لوہاروں کی دھونکنی لوہے کے میل کچیل کو مٹاتی ہے۔ (مسلم)

آندھی کو دیکھ کر:

حضرت ابومنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آندھی کو بُرا نہ کہو‘ اگر تم ایسی آندھی دیکھو جس سے گھبرا جاؤ تو کہو: اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس ہوا کی بھلائی کا اور اس کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس کی بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اور ہم پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور جو برائی اس میں ہے اور اس کی بُرائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ آندھی اللہ کی رحمت ہے‘ کبھی رحمت لے کر آتی ہے اور کبھی عذاب بن کر آتی ہے‘ جب تم اس کو دیکھو تو بُرا نہ کہو بلکہ اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آندھی آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے: ”اے اللہ! تجھ سے اس کی بھلائی اور جو اس میں ہے اس کی بھلائی اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اے اللہ! تجھ سے اس کی برائی اور جو اس میں ہے اس کی برائی اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔“ (مسلم)

مرغ کو بُرا کہنے کی ممانعت:

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرغ نماز کے لئے جگاتا ہے‘ اس کو بُرا نہ کہا کرو۔

مختلف اقوال کا مختلف نتیجہ:

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ایک رات تمام رات پانی گرا صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی‘ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا‘ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں‘ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج صبح کے وقت میرے بعض بندے میری قدرت کے قائل ہوئے اور بعض منکر ہوئے‘ جنہوں نے کہا کہ یہ بارش اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہوئی تو یہ میرے مومن بندے ہیں اور یہ ستاروں کے منکر ہیں اور جنہوں نے کہا کہ نچھتر کے سبب سے بارش ہوئی تو وہ میرے منکر ہیں اور ستاروں کے معتقد ہیں۔ (بخاری‘ مسلم)

مسلمانوں کو کافر کے لقب سے پکارنے کی ممانعت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر پکارے گا تو ان دونوں میں ایک پر ضرور کفر لازم ہو جائے گا‘ جس پر کفر کا الزام لگایا گیا ہے‘ اگر وہ ایسا ہے تو اس پر گیا ورنہ کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔ (بخاری‘ مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ ایسا نہیں ہے تو کہنے والے ہی پر کفر لازم آ جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

فحش اور بدگوئی کی ممانعت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طعن کرنے والا، فحش بکنے والا، لعنت کرنے والا، بدزبانی کرنے والا مومن نہیں ہے۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فحش جس میں ہوتا ہے، اس میں عیب پیدا کر دیتا ہے اور حیاء جس میں ہوتی ہے اس کو سنوار دیتی ہے۔ (ترمذی)

تکلف بنا بنا کر بولنے فصاحت و بلاغت چھانٹنے کی ممانعت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبالغہ کرنے والے اور تکلف کرنے والے ہلاک ہوئے اور یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ دہرائی۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ناراض ہوتا ہے جو گفتگو کرتے وقت گائے کی طرح زبان کو ہیر پھیر کر بلاغت چھانٹتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے بہت ہی قریب ہونے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق بہت ہی اچھے ہوں گے اور مجھے سب سے زیادہ ان لوگوں سے نفرت ہوگی اور مجھ سے بہت دور وہی لوگ ہوں گے جو گفتگو کرتے وقت زبان کو ہیر پھیر کر گفتگو کرنے والے اور بہت بک بک کرنے والے منہ بھر بھر کر کلام کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنے نفس کو خبیث نہ کہا کرو، اور کہنا ہو تو یہ کہا کرو کہ میرا نفس کاہل اور سست ہو گیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

☆☆......☆☆

توجہ فرمائیں

فتنہ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کیجئے۔ اس کے خریدار بنئے اور اپنے دوست و احباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہار دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ اس کار خیر میں شریک ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دیرینہ محبت و تعلق کی بنا پر انشاء اللہ قیامت کے دن شفاعت نبویؐ کے حقدار بھی بنیں گے۔

کوہن یہودی سے یوسف مسلمان تک

گزشتہ دنوں اسرائیل میں ایک یہودی نوجوان اور اس کے اہل خانہ کے یہودیت ترک کر کے علی الاعلان اسلام قبول کرنے کے واقعہ نے ایک ہنگامہ بپا کر دیا۔

تفصیلات کے مطابق کوہن نامی یہ یہودی نوجوان جو کسی مغربی ملک سے ترک وطن کر کے اسرائیل میں آباد ہو چکا تھا۔ اکثر انٹرنیٹ کی چیٹ لائن پر وقت گزارا کرتا بلکہ یہ اس چیٹ لائن کا باقاعدہ رکن تھا، جس کو انتہا پسند یہودیوں کی ایک جماعت چلایا کرتی تھی، اس پر اس کی ملاقات سعودی عرب کے ایک محمد نامی مسلمان سے ہوگئی اور دونوں کے درمیان اسلام اور یہودیت کے حوالے سے تقابلی بحث کا آغاز ہو گیا اور انجام یہ نکلا کہ کوہن پر اسلام کی حقانیت واضح ہوتی چلی گئی، چنانچہ اس نے قرآن مجید کا بھی مطالعہ کرنا شروع کر دیا اور چند ہی دنوں میں نہ صرف اپنے مسلمان ہونے کا باقاعدہ اس نے اعلان کر دیا بلکہ اپنی اہلیہ اور چار بچوں کو بھی اسلام کی تعلیمات کو سمجھنے کی دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے بھی خوب سوچ سمجھ کر اسلام قبول کر لیا۔

بظاہر اسرائیل میں آزادیٔ دین و مذہب کا قانون نافذ ہے، مگر یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لینا، ان کے لئے ناقابل فہم بات تھی۔ لہٰذا اسرائیلی حکام نے کوہن کو جواب کوہن سے یوسف بن چکا تھا، یہ کہہ کر دماغی امراض کے ہسپتال میں جبراً داخل کر دیا کہ اس کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ بہرحال یوسف کے بقول اسلام قبول کرنے کے بعد تقریباً ڈھائی سال کا عرصہ اس کو اسرائیلی حکومت کے ساتھ قانونی جنگ کرتے ہوئے گزارنا پڑا، بالآخر اس کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ سے یہودیت کو کاٹ کر اسلام بحیثیت دین درج کیا گیا۔

چوتھی قسط

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات اور ان کا جواب

مولانا سعید احمد جلال پوری

۵:..... ”مال غنیمت کے طور پر دشمن کی عورتیں مسلمانوں کے لئے کیوں حلال قرار دیں؟ کیا عورتیں انسان نہیں بھیڑ بکریاں ہیں، جنہیں مال غنیمت کے طور پر بانٹا جائے اور استعمال کیا جائے؟“

جواب: ..... دشمن سے لڑائی، قتال اور جہاد کی صورت میں کفار و مشرکین کے جو افراد گرفتار ہوجائیں وہ قیدی کہلاتے ہیں، پھر اگر مسلمان فوج کے کچھ افراد مخالفین کے ہاتھوں گرفتار ہوجائیں تو کفار قیدیوں سے تبادلہ کرکے مسلمانوں کو چھڑایا جائے گا، اس کے علاوہ جو بچ رہیں گے ان کو غلام اور لونڈیاں قرار دے کر انہیں مسلمان فوجیوں میں بطور مال غنیمت تقسیم کردیا جائے گا، اس کا نام ہے: ”غلامی کا مسئلہ“۔

غلامی کے اس مسئلہ پر عام طور پر اسلام دشمن یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، اور مسلمانوں کی جانب سے یہ انسانوں پر ظلم ہے۔

اس عنوان سے عیسائی دنیا اور انسانی حقوق کے نام نہاد علم بردار بھی اعتراض کیا کرتے ہیں، قادیانیوں کا اس مسئلہ پر اعتراض کرنا دراصل اپنے عیسائی آقاؤں کی ہم نوائی اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے مترادف ہے، بلکہ ان کے منہ کی بات چھین کر اپنے منہ سے نکالنے کی مانند ہے، جبکہ قادیانیوں اور ان کے آقاؤں کو معلوم ہونا چاہئے کہ غلامی کا مسئلہ اسلام نے جاری نہیں فرمایا، بلکہ یہ قبل از اسلام عیسائیوں اور یہودیوں میں بھی جاری تھا، چنانچہ غلاموں اور لونڈیوں کا تذکرہ خود بائبل میں بایں الفاظ موجود ہے:

الف:..... ”اور یعقوب نے لابن سے کہا کہ میری مدت پوری ہوگئی، سو میری بیوی مجھے دے تاکہ میں اس کے پاس جاؤں تب لابن نے اس جگہ کے سب لوگوں کو بلاکر جمع کیا اور ان کی ضیافت کی،..... اور لابن نے اپنی لونڈی زلفہ اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کردی کہ اس کی لونڈی ہو۔“ (پیدائش، باب:۲۹، آیت:۲۱تا۲۴)

ب:..... باب:۳۰، آیت:۹ میں ہے: ”اور لیاہ کی لونڈی زلفہ کے بھی یعقوب سے ایک بیٹا ہوا۔“

ج:..... استثناء، باب:۲۳، آیت:۱۵، ۱۶ میں ہے:

”اگر کسی کا غلام اپنے آقا کے پاس سے بھاگ کر تیرے پاس پناہ لے تو تو اسے اس کے آقا کے حوالہ نہ کردینا۔“

اس کے علاوہ قبل از اسلام مشرکین مکہ میں بھی غلامی کا رواج تھا، بلکہ یہود و نصاریٰ سے لے کر کفار و مشرکین مکہ تک سب ہی لوگ غلاموں اور لونڈیوں کو کسی انسانی سلوک کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ وہ لوگ ایک آزاد انسان کو پکڑ کر زبردستی غلام بناکر بیچ دیتے تھے۔ جبکہ اسلام اور پیغمبر اسلام نے اس کی شدید مذمت فرمائی اور قرآن کریم نے مسلمانوں کو غلاموں کے ساتھ اسی طرح کے حسن سلوک اور نیک برتاؤ کی تلقین اور تاکید فرمائی، جس طرح کے وہ اپنے والدین کے ساتھ سلوک کے روادار تھے۔ ملاحظہ ہو ارشاد الٰہی:

”واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم، ان اللّٰہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً۔“ (النساء:۳۶)

ترجمہ:..... ”اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے

ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ' بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا بڑائی کرنے والا۔"

دیکھا جائے تو اس آیت شریفہ میں دو قسم کے احکام ایک ہی جگہ اور ایک ہی سیاق و سباق میں بیان کئے گئے ہیں' ایک: اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے: اس کی مخلوق سے حسن سلوک اور نیکی کا برتاؤ کرنا۔ پھر دوسرے حصہ میں بطور خاص کچھ ایسے لوگوں کو مخصوص کر کے بیان کیا گیا ہے' جن کے ساتھ انسان نیکی میں بے اعتنائی برتتا ہے' تاکہ ان کی طرف زیادہ توجہ ہو۔ گویا ان دونوں احکام کو ایک ہی جگہ بیان کرنے کا مقصود یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا' اس کا شریک نہ ٹھہرانا اسلام لانے کے لئے ضروری ہے' ویسے ہی اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی کرنا بھی ضروری ہے' کیونکہ شریعت کے یہی دو اہم اجزاء ہیں' ایک اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق اس کی طاعت وعبادت اور دوسرے اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی کا معاملہ۔

پس جہاں بائبل میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق ایک حرف بھی نہیں کہا گیا' وہاں قرآن کریم میں ان کے ساتھ سلوک کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے' جیسے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو' لہٰذا جیسے والدین کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے ویسے ہی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بھی ضروری ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت' والدین کے ساتھ حسن سلوک اور غلاموں کے ساتھ نیک برتاؤ کو ایک ہی آیت میں اور ایک ہی قسم کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ غلامی کا مسئلہ اگرچہ پہلے سے جاری تھا' جس کو اسلام نے بھی بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر باقی رکھا' مگر دنیائے عیسائیت اور کفر و شرک کی زیادتیوں سے ہٹ کر اسلام نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن معاشرت کا درس دیا اور اس کی تاکید کی' چنانچہ غلاموں کے ساتھ مسلمانوں کی جانب سے حسن سلوک کی اس اظہر من الشمس حقیقت کا کوئی دشمن اسلام بھی انکار نہیں کر سکتا' یہی وجہ ہے عیسائی مصنف بلیو اپنی کتاب ڈکشنری آف اسلام میں کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ:

"یہ بالکل صاف امر ہے کہ قرآن شریف اور احادیث میں غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے کی بڑے زور کے ساتھ تاکید کی گئی ہے۔"

غلاموں کے ساتھ اسی حسن برتاؤ اور اسلام میں ان کی اسی اہمیت وعظمت کو دیکھ کر ایک صحابی رسول یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ:

"والذی نفسی بیدہ لو لا الجھاد فی سبیل اللہ والحج و برّ أمّی لاحببت ان اموت و انا لمملوک۔"

ترجمہ:...... "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' اگر جہاد فی سبیل اللہ' حج اور اپنی ماں کی خدمت کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میں غلامی کی حالت میں مروں۔"

یہ ایک آزاد اور صحابی رسول کی آرزو اور تمنا ہے' کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ جس حسن سلوک کا حکم دیا اور جس طرح اس کی تاکید فرمائی' اس کو دیکھ کر کون ایسا ہوگا جو اپنے آپ کو غلام نہ بنالیتا' چنانچہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ان اخوانکم خولکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یأکل و لیلبسہ مما یلبس ولا تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتموھم فاعینوھم۔"

(صحیح بخاری' ص:۹' ج:۱)

ترجمہ:...... "یعنی یہ تمہارے بھائی تمہارے خدمت گار ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دیا ہے' بس جس شخص کا بھائی اس کے ہاتھ کے نیچے یعنی قبضہ میں ہو' اسے چاہئے کہ جو چیز وہ خود کھائے' اسے بھی وہی کھلائے' اور جو لباس خود پہنتا ہے' اسے بھی اسی طرح کا پہنائے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ڈالو تو اس میں ان کی مدد کرو۔"

غرض غلامی کا رواج یہودیت' عیسائیت' ہندومت' تمام یورپی اقوام اور قبل از اسلام کفار و مشرکین سب کے ہاں تھا' مگر غلاموں کے ساتھ حسن سلوک' ان کے حقوق کی پاسداری اور ان کی آزادی کے فضائل جتنا اسلام اور پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمائے' اتنا کسی دوسرے مذہب میں نہ تھے۔

دیکھا جائے تو اسلام کو غلامی کے مسئلہ میں طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے والوں کا دامن اس مسئلہ میں سب سے زیادہ داغدار ہے' کیونکہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں بھی غلاموں کے اخلاقی اور معاشرتی کسی قسم کے حقوق کا ذرہ بھر تذکرہ نہیں تھا' بلکہ بائبل میں تو صرف غلاموں کو اس کی تلقین تھی کہ وہ اپنے آقاؤں کی ایسی اطاعت کریں' جیسے کوئی عیسائی اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا کرتا ہے اور غلاموں کو تلقین تھی

کہ اگر کوئی اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جائے تو واپس اپنے آقا کے پاس چلا جائے' اس کے مقابلہ میں غلاموں کے آقاؤں کو ایسی کوئی ہدایت نہ تھی کہ وہ اپنے غلاموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں؟ اور نہ ہی اس پر کوئی قدغن تھی کہ کوئی شخص کسی آزاد کو غلام بنالے' یہی وجہ ہے کہ افریقہ کے نیگروؤں کو عیسائیوں کے ہاں پکڑ پکڑ کر غلام بنایا جاتا تھا۔ چنانچہ غلامی کی رسم ختم کرنے کے دعویداروں کے منہ پر اس سے زیادہ زوردار طمانچہ کیا ہوگا کہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ:

''۱۴۴۲ء میں گنزلس نے دس غلام پرتگال کے شاہزادہ ہنری کو بطور تحفہ پیش کئے۔ ۱۴۴۳ء میں نیز ٹرسٹن افریقہ کے لئے ایک مہم پر بحری راستہ سے روانہ ہوا اور چودہ غلاموں کو لے کر واپس آیا' افریقہ کے لوگ فطرتاً ان حملوں کو ناپسند کرتے تھے' جو ان کو غلام بنانے کی غرض سے کئے جاتے تھے۔ یورپین تاجر اپنے حملوں کے عذر پیدا کرنے کے لئے اہل افریقہ میں آپس میں جنگ کرادیتے تھے۔ ۱۵۶۲ء میں سرجان ہاکنگ گونیا کے لئے روانہ ہوا اور تین سو غلام حاصل کئے' پھر ان کو فروخت کرکے انگلینڈ چلا آیا۔ فرانسیسی' اسپینی اور ڈچ ان سب کے ہاں غلاموں کی تجارت کا سلسلہ برابر جاری رہا' لیکن انگریزوں کے ہاں اس کا سراغ چارلس کے اس فرمان تک نہیں ملتا' جو اس نے ۱۶۳۱ء میں افریقہ کمپنی کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ: وہ برطانوی علاقوں کے لئے افریقی غلام مہیا کرے۔ ۱۶۴۰ء میں تیرھویں لوئس نے ایک فرمان اس مضمون کا شائع کیا کہ تمام وہ افریقی جو فرانس کی نو آبادیات میں سکونت رکھتے ہیں' بہرحال غلام بنائے جاسکتے ہیں۔ ۱۶۵۵ء میں کرومویل نے جمیکا کو اسپین والوں سے چھینا تو دیکھا کہ وہاں پندرہ سو سفید فام اور اتنے ہی نیگرو غلام موجود ہیں اور خود وہاں کے رہنے والوں کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ ۱۶۶۲ء میں تیسری افریقہ کمپنی قائم ہوئی' اس کا مقصد یہ تھا کہ برطانوی مغرب کی ہندوستانی نو آبادیات میں تین ہزار غلام سالانہ مہیا کئے جائیں۔ ۱۶۷۹ء اور ۱۶۸۹ء کے درمیان صرف دس برس کی مدت میں کم وبیش ساڑھے چار ہزار غلام ہر سال برطانوی نو آبادیات میں آباد کئے جاتے رہے۔ فرانس کردنے ۷/ مارچ ۱۶۸۷ء کو ان غریبوں کی سرگزشت لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ: ''اس جگہ کی سب سے بڑی تجارت ان غلاموں کی ہے جن کو یہاں لایا جاتا ہے' یہ لوگ یہاں بالکل مادر زاد برہنگی کے ساتھ آتے ہیں اور ان کے گاہک ان کا منہ کھول کھول کر دیکھتے ہیں اور ان کا امتحان گھوڑوں اور چوپاؤں کی طرح کرتے ہیں۔'' ۱۷۱۳ء میں انگریزوں اور اسپینیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا' اس کی رو سے انگلینڈ نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اسپین والوں کو تیس سال تک برابر چار ہزار آٹھ سو غلام سالانہ مہیا کرتا رہے گا' غلاموں کی تجارت سے جو نفع حاصل ہوتا تھا' انگلینڈ اور اسپین دونوں کے بادشاہ اس میں ایک حصہ کے شریک تھے۔ افریقہ کے غلاموں کی تجارت کا سلسلہ برابر جاری رہا' یہاں تک کہ ۱۷۸۸ء میں جب غلامی کے انسداد کے لئے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا گیا تو اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس وقت افریقہ سے ہر سال دو لاکھ غلام لے جائے جاتے تھے' جن میں سے ایک لاکھ امریکا وغیرہ اور بقیہ افریقہ کے مشرقی ساحل سے ایران اور کچھ تھوڑے سے وسط افریقہ سے ترکی اور مصر لے جائے جاتے تھے۔''

(بحوالہ اسلام میں غلامی کا تصور' مولانا سعید احمد اکبرآبادی' ص:۴۶)

غلامی کو ختم کرنے کے نام نہاد دعویداروں کے بلند وبانگ دعوؤں کے باوجود ان کے پاس اس وقت بھی پچاس لاکھ غلام موجود تھے' جبکہ مسلمانوں کے ہاں غلامی کا تصور بھی کالعدم ہوچکا تھا' چنانچہ ۱۶/ اپریل ۱۹۳۸ء کے اخبار نیشنل کال کی ایک خبر ملاحظہ ہو:

''جنیوا میں جمعیت اقوام کی مشورہ کمیٹی جو چند ممبران پر مشتمل ہے اور جو غلامی کے مسئلہ پر غور وخوض کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے' اس نے ۳/ مارچ سے ۱۲/ اپریل ۱۹۳۸ء تک اپنے اجلاس کئے' ۱۹۳۰ء لیگ اسمبلی لارڈ سیسل نے برطانوی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا کہ: دنیا میں اب بھی کم از کم پانچ ملین یعنی پچاس لاکھ غلام موجود ہیں' یہ سب اس کے باوجود ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جمعیت اقوام کی مجلس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ دستخط کرنیوالی حکومتیں جن کی تعداد ۲۸ تھی' اپنے اپنے علاقوں میں غلاموں کی تجارت کو تشدد آمیز

حکمت عملی سے کام لے کر بالکل ختم کر دیں گی۔ ان حکومتوں میں امریکا کی ریاست ہائے متحدہ بھی شامل تھیں‘ اس مشورہ کمیٹی کے تقرر کا یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ غلام حاصل کرنے کے لئے جو باقاعدہ اور منظم حملے ہوتے تھے‘ وہ رک گئے۔“ (بحوالہ اسلام میں غلامی کا تصور‘ ص:۴۸)

قارئین اور خصوصاً قادیانی بتلائیں کہ غلامی کی لعنت کو رواج دینے والے مسلمان ہیں؟ یا ان کے آقا عیسائی؟ اسلام میں غلامی کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ مسلمان فوج کفار سے جنگ کرے اور کفار مرد و خواتین گرفتار ہو کر آئیں‘ تو انہیں غلام و لونڈی بنالیا جائے اور بس۔ اس کے علاوہ اسلام نے دوسری تمام صورتوں کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو اس صورت میں بھی غلامی کا طوق کفار نے اپنے گلے میں خود ہی ڈالا ہے‘ ورنہ پیغمبر اسلام کی‘ مسلمان فوجیوں کو یہ ہدایت تھی کہ: کسی علاقہ کے فتنہ پرور کفار سے جہاد کے وقت عین میدان کارزار میں بھی پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے‘ مان جائیں تو فبہا‘ ورنہ دوسرے نمبر پر ان کو کہا جائے کہ بے شک تم اپنے مذہب پر رہو‘ مگر اسلامی مملکت کے پُرامن شہری بن کر رہو‘ اور اسلامی حکومت کو جزیہ اور ٹیکس دیا کرو‘ چنانچہ اگر وہ اس کے لئے راضی ہو جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی جان‘ مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر فرض ہے۔ جزیہ دینے کے باوجود بھی اگر کسی مسلمان نے ان کے ساتھ زیادتی کی تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”......الا من ظلم معاهداً او تنقصه او كلفه فوق طاقته او اخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فانا حجيجه يوم القيامة۔“

(ابوداؤد‘ ص:۷۷‘ ج:۲)

یعنی کل قیامت کے دن میں اس غیر مسلم ذمی کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں زیادتی کرنے والے مسلمان کے خلاف اس غیر مسلم کے وکیل صفائی کا کردار ادا کروں گا۔

گویا اس سے واضح ہوا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین کی حریت و آزادی پر قدغن لگانے اور ان کو غلام بنانے کی پر حتی الامکان ممانعت فرمائی ہے‘ لیکن اگر کوئی کوتاہ قسمت غیر مسلم‘ اسلام کی طرف سے دی گئی ان لازوال سہولیات سے فائدہ نہیں اٹھاتا‘ تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ خود ہی اپنی حریت و آزادی کا دشمن اور اسے ختم کرنے کا ذمہ دار ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی بادشاہ یا حکومت نے اعلان کیا ہو کہ جو شخص ناحق قتل اور ڈاکازنی کا مرتکب پایا گیا‘ اُسے زندگی بھر جیل میں رہنا ہوگا۔ اب اگر کوئی بدنصیب حکم شاہی کے علی الرغم ان جرائم کا مرتکب پایا جائے اور حکومت اُسے عمر قید کی سزا سنادے تو اس سزا کا ذمہ دار وہ مجرم ہے یا حکومتِ وقت؟ کیا ایسی صورت میں حکومت قابل ملامت ہے یا وہ مجرم؟

بہرحال غلامی کا رواج تو پہلے سے ہی تھا‘ اب مسلمانوں کے سامنے دو شکلیں تھیں‘ یا تو وہ بھی جنگ میں گرفتار ہو کر آنے والے قیدیوں کو سابقہ ظالم اقوام کی طرح یکسر قتل کر دیتے‘ یا انہیں زندہ رکھ کر ان کو دنیا کی زندگی سے نفع اٹھانے اور آخرت کے معاملہ میں غور و فکر کا موقع دیتے! ظاہر ہے کہ دوسری صورت ہی قرین عقل و قیاس ہے۔

پھر غلاموں کو زندہ رکھ کر یا تو یورپی اقوام کی طرح ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا‘ یا پھر انہیں‘ مسلم معاشرہ کا حصہ بنے‘ مسلمانوں میں شادی بیاہ کرنے اور اسلامی معاشرہ کی لازوال خوبیوں سے سرفراز ہونے کا موقع فراہم کیا جاتا۔ چنانچہ اسلام نے غلاموں کے ساتھ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکاح کے معاملہ میں مسلمان غلاموں کو مشرکین پر اور مسلمان لونڈیوں کو کافر و مشرک خواتین پر ترجیح دی۔ (البقرہ:۲۲۱‘۲۲۲) اور ان کے حقوق بھی متعین فرمائے۔

عیسائیوں اور قادیانیوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ مسلمان‘ لونڈیوں کے ساتھ بلا نکاح جنسی تعلقات کیوں قائم کرتے ہیں؟

اگر کوئی مسلمان یہ اعتراض کرتا تو شاید قابل سماعت ہوتا‘ مگر وہ لوگ‘ جن کی جنسی بے راہ روی انتہا کو پہنچی ہوئی ہو‘ جن کے ہاں نکاح کی بجائے زنا کاری و بدکاری کو قانونی تحفظ حاصل ہو اور جن کے بڑے چھوٹے اس بلا میں گرفتار ہوں‘ ان کو اس اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے؟ بہرحال ہم اس کا بھی جواب دیئے دیتے ہیں:

الف:......ہم نے گزشتہ صفحات میں بائبل کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ: ”لابن نے اپنی لونڈی زلفہ‘ اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کر دی کہ اس کی لونڈی ہو۔“ اسی طرح: ”اور لیاہ کی لونڈی زلفہ کے بھی یعقوب سے ایک بیٹا ہوا۔“ بتلایا جائے اس میں لونڈی سے نکاح کا کہاں تذکرہ ہے؟ ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں وارد اس تصریح میں کہ: سلیمان کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیزیں تھیں۔ (سلاطین: ۱۱۔۳) میں بیویوں اور کنیزوں میں فرق کیوں کیا گیا؟ اور کنیزوں سے ان کے نکاح کا

کہاں تذکرہ ہے؟

ب:..... غلام اور لونڈیاں جب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئیں تو ظاہر ہے ان کا اپنے اپنے سابقہ ملک وقوم اور رشتہ داروں سے تعلق منقطع ہوگیا' اب یا تو انہیں یوں ہی جنگی قیدیوں کی طرح زندگی بھر اذیت میں رکھا جائے اور ان کے جنسی تقاضوں کو یکسر نظر انداز کردیا جائے..... جو بالکل ناجائز اور ظلم ہوگا یا پھر انہیں بدکاری و زناکاری کی اجازت دے دی جائے' جس سے شاید ان کی جنسی تسکین تو ہوجائے گی' مگر اس سے جہاں ان کی دنیا و آخرت برباد ہوگی اور وہ معاشرہ پر بدنما داغ ہوں گے' وہاں وہ مسلم معاشرہ میں گندگی' غلاظت اور معاشرتی بے راہ روی کا ذریعہ بھی بنتے' اس لئے اسلام نے جاین دارین (مسلم و کافر ملک کے درمیان دوری) کو طلاق یا بیوگی کے قائم مقام تصور کرتے ہوئے استبراء رحم (رحم کی صفائی) کا حکم دے کر لونڈیوں کے مالکوں کو حکم دیا کہ یا تو ان کا کسی اچھی جگہ عقد نکاح کردیا جائے یا پھر حق ملکیت کی بنا پر ان کی جنسی تسکین کا خود انتظام کریں' اس سے جہاں ان کی فطری ضرورت پوری ہوگی' وہاں اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آقا اور مالک اپنی باندی اور مملوکہ سے گھر کے تمام کاموں میں امداد لے گا اور ساتھ ہی اس کے ساتھ ہم بستر ہوگا تو نفسیاتی طور پر باندی کی حیثیت بالکل ایک خادمہ اور اجنبیہ کی سی نہیں رہے گی' بلکہ وہ اس کے ساتھ ایک گونہ انسیت و محبت محسوس کرے گا اور یہ احساس مالک و مملوکہ کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کا باعث ہوگا' پھر اگر اس باندی سے بچہ بھی پیدا ہوگیا تو یہ ام ولد یعنی اس کے بچوں کی ماں بن جائے گی اور مالک کی موت پر وہ آزاد ہوجائے گی' جس سے معلوم ہوا کہ مالک کے باندی سے اس جنسی تعلق کا سراسر فائدہ باندی ہی کو ہے اور اس کے حق میں ہی مفید ہے' کیونکہ اس سے باندی کی آزادی کی ایک راہ نکلتی ہے اور وہ اپنے آقا و مالک کے گھر میں گھر کی مالکہ کی حیثیت سے رہنے کی حق دار ہوگی۔

بتلایا جائے عیسائی معاشرہ کسی باندی کے ساتھ اس حسن سلوک کا روادار ہے؟..... نہیں' قطعاً نہیں..... بلکہ وہ تو اپنی منکوحہ کو بھی داشتہ کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ آج مغرب اور مغربی معاشرہ میں نکاح پر زنا کو ترجیح حاصل ہے۔

ج:..... غلام اور باندی کے اپنے آقا و مالک کے ساتھ رہنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ان کے اخلاق کی تربیت ہوگی اور ان کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنے گا' یہی وجہ ہے کہ سوائے چند استثنائی صورتوں کے' مسلمانوں کے پاس آنے والے کافر و مشرک غلاموں اور لونڈیوں میں سے نہ صرف یہ کہ سب مسلمان ہوگئے بلکہ ان میں سے بہت سے حضرات کو مسلمانوں کی ریاست و امارت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ' جو جیش اسامہ کے امیر تھے' ایک غلام زادہ تھے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نمائندہ اور شاہ مصر کے دربار میں جانے والے وفد کے سردار حضرت عبادہؓ' حبشی اور غلام تھے' اس کے علاوہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس کی فتح کے موقع پر اپنے غلام کو سواری پر سوار کرکے' اس کی سواری کے ساتھ ساتھ بھاگنا' کیا اس بات کی کافی دلیل نہیں کہ اسلام اور پیغمبر اسلام نے غلاموں کے بارہ میں مسلمانوں کو ہدایات اور ان کے حقوق کی پاسداری کی خصوصی تلقین فرمائی تھی' جس سے ان کی حیثیت بلاشبہ کسی آزاد سے کچھ کم نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض غلاموں کو جب ان کے مالکوں کی طرف سے آزادی کی اطلاع ملتی تو وہ بجائے خوش ہونے کے اس پر روتے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو جب ان کے والدین تلاش کرتے کرتے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو ساتھ لے جانے کی درخواست کی اور آپؐ نے ان کو والدین کے ساتھ جانے اور نہ جانے کا اختیار دے دیا تو انہوں نے آزادی اور والدین کے ساتھ جانے پر غلامی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کو ترجیح نہیں دی؟ کیا اب بھی عیسائیوں' قادیانیوں کو مسلمانوں کے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک پر اعتراض کا حق ہے؟

(جاری ہے)

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۸ھ تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس غنی عنہ

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

ستارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545080-2545805

اٹلی کی فنکارہ مارشیلا انجلو کا قبول اسلام

نثار احمد ندوی

مارشیلا انجلو سے فاطمہ تک

یہ اٹلی کی ایک نو مسلم عورت کی کہانی ہے جو کہ ایک مشہور فنکارہ تھی' لیکن ہدایت منجانب اللہ ہوتی' یہ نعمت کب اور کس وقت مل جاتی ہے؟ اس کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے۔ ایسا ہی مارشیلا انجلو کے ساتھ ہوا جو ایک فنکارہ سے نیک اور پاک باز فاطمہ بن گئی۔

فاطمہ (سابقہ مارشیلا انجلو) اپنے حالات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میرے والدین متشدد عیسائی تھے' میری ابتدائی تعلیم جینوا کے اسکولوں میں ہوئی' پھر میں اپنے خاندان کے ساتھ اٹلی کے دارالحکومت روم منتقل ہوگئی اور وہیں گلوکاری کی اکیڈمی میں تعلیم کی غرض سے داخل ہوئی۔ میں اتنی خوبصورت تھی کہ اسکول میں مرکز توجہ بن گئی' میں ابھی اکیڈمی کی طالبہ ہی تھی کہ فنی مظاہرے میں ماڈل کی حیثیت سے شریک ہوتی تھی' میں اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ گلوکاری کے میدان میں بھی کام کرتی رہی' اس کے نتیجہ میں' میں نے بڑی شہرت پائی اور نام کمایا۔ میرا ایک بڑا مقصد تھا جس کی خاطر میں نے فلم ڈائریکٹر پیٹرو جرالیس سے ملاقات کی' جس نے ایک فلم میں کام کرنے کی آفر دی' اس میں مجھے خاطر خواہ کامیابی ہوئی' جس کے نتیجہ میں فلموں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور میں کامیابی سے ہمکنار ہوتی گئی۔ میری شادی اٹلی کے ایک اسٹار سے ہوئی' میری زندگی فلم ایکٹنگ' لہو ولعب اور دنیا کے دوسرے خرافات سے وابستہ ہوگئی تھی۔

ایک دن میں ایک ساتھی اداکار اور اداکارہ کے ہمراہ دوسری عالمی جنگ پر فلم بنانے کی غرض سے مصر کی ایک بندرگاہ تک گئی' وہاں میری نظر لوگوں کی ایک جماعت پر پڑی جو ایک چھوٹی سی عمارت کا رخ کر رہے تھے اور دروازہ پر چپل اتار کر خالی پاؤں اندر داخل ہو رہے تھے' جب میں نے اس عمارت کی طرف بڑھ کر لوگوں کا مشاہدہ کیا تو ایک عجیب احساس ہوا' وہ لوگ اس عمارت کے صحن میں بالکل پرسکون اور ایک خاص انداز میں متعین شعائر کی تکمیل کر رہے تھے' پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ مسجد ہے' پہلی بار میں نے مسجد دیکھی اور مسلمانوں کو بغیر کسی تفریق کے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔

اگلے دن بھی میں نے مسجد کا رخ کیا' میں مسجد کے سامنے کھڑی ہوگئی اور مسلمانوں کا شدت سے انتظار کرنے لگی' پھر میں نے مخلص اور تقویٰ شعار لوگوں سے بات کی' فلم کی ایکٹنگ کی مدت ختم ہو چکی تھی' اس لئے میں رفقاء کے ساتھ اٹلی لوٹ گئی' اس دوران میرے اور میرے شوہر کے درمیان کچھ اختلافات ہوگئے اور باوجود کوشش کے اس میں شدت پیدا ہوتی گئی اور نتیجتاً ہم دونوں میں علیحدگی ہوگئی' اس کے بعد فلم ایکٹنگ میں میری دلچسپی کم ہوگئی' جب میں طویل وقفہ تک خالی بیٹھی رہتی تو مسلمانوں کے اخلاق کریمانہ' خلوص نیت اور نمازوں میں ان کی ہیئت پر غور وفکر کرتی رہتی۔

ایک دن میں کسی اہم کام کے لئے گاڑی لے کر گھر سے نکلی' روم کے اسلامی مرکز کے سامنے گاڑی روک کر جلدی سے اتر کر میں نے چند مسلمانوں سے ملاقات کی' میں نے ان لوگوں سے قرآن کریم کے اطالوی زبان میں ترجمہ کے بارے میں پوچھا' میں نے اس گراں مایہ خزینہ کو لیا اور فی الفور گھر لوٹ گئی' چند دنوں بعد اللہ کے فضل و کرم سے میں اسلامی مرکز گئی اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا' اس دن میں ایسی سعادت مندی اور خوش بختی سے سرفراز ہوئی جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا' میں ان مدتوں اور وقفوں پر کف افسوس مل رہی ہوں' جس میں میں نے فحش اداکاری کی' اگر اسلام ماقبل گناہوں کو منہدم نہ کرتا تو میں غموں سے نڈھال ہو جاتی' میں اسلام قبول کر چکی ہوں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوگئی ہوں۔

مدینہ منورہ میں ۲۷ فلپائنی کا قبول اسلام

مدینہ منورہ میں ایک فلپائنی داعی استاذ عبدالکریم القارو جو کہ الندوۃ العالمیہ للشباب الاسلامی کے تحت چلنے والے ادارہ مرکز توعیۃ الجالیات کی نگرانی میں دعوتی کام کر رہے ہیں' ان کے ہاتھوں ۲۷ فلپائنی مشرف بہ اسلام ہوئے' مرکز کے ذریعہ اب تک مختلف رنگ ونسل کے ۱۱۳۰۰ افراد مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالکریم بن صلاح المطبقانی' جو کہ اس کمیٹی کے ناظم اور مدینہ یونیورسٹی کے رکن ہیں' نے ایک بیان میں کہا کہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ مرکز اسلام کو دین رحمت اور محبت بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے' داعی حضرات غلط نظریہ کی تصحیح اور شبہات کا ازالہ جامع دلیلوں کے ذریعہ کرتے ہیں۔

Regd# SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف:

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔
- یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۰۵۱ دفاتر و مراکز ۳۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی اردو انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
- چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال کی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔
- افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کی بیت المال کو مضبوط کریں۔

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے دیجئے

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583846-061-451422 فیکس: 0092-61-4542277

اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 021-2780337 فیکس: 021-2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت